﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 10 فروری 2017ء | 12 جمادی الاوّل 1438 ہجری قمری ❁ 10 تبلیغ 1396 ہجری شمسی | شمارہ 06

قاضی کے لئے نصیحت

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص قضا کے عہدہ پر فائز ہوا سے چاہئے کہ عدل کے ساتھ فیصلے کرے اور مناسب یہ ہے کہ اس عہدہ سے اس طرح نکلے کہ اس پر کوئی الزام نہ ہو۔

(جامع ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی القاضی حدیث نمبر 1243)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

سلسلہ نبوت تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا۔ اور فرقان حمید جو تمام صُحفِ سابقہ سے بہتر ہے، کے بعد کوئی اور کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت ہے۔ البتہ خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میرا نام نبی رکھا گیا۔ اور یہ آپ کی کامل اتباع کی برکات کی وجہ سے ایک ظلی امر ہے۔ اور میں اپنی ذات میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میں نے جو کچھ پایا اس پاک نفس سے پایا۔ میری نبوت سے اللہ کی مراد محض کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس سے زائد کا ارادہ کرے۔ یا وہ اپنے آپ کو کوئی شے سمجھے یا جو حضور کی غلامی سے اپنی گردن کو باہر نکالتا ہو۔ اور یقیناً ہمارے رسول خاتم النبیّین ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا۔ پس کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے رسول پاک کے بعد نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے۔ اور آپ کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور وہ بھی اتباع کی شرط کے ساتھ ہے نہ کہ خیر البریہ کی متابعت کے بغیر۔ اور اللہ کی قسم! مجھے یہ مقام صرف اور صرف مصطفوی شعاعوں کی اتباع کے انوار سے حاصل ہوا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے مجھے حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔

’’اور اس کے پاس ڈھیروں ڈھیر دولت لائی جاتی یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ بادشاہ ہے جو بادشاہوں کی طرح شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا ہے اور جب اس کی دولت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو وہ اپنے نفس امّارہ کا مطیع ہو گیا اور اس نے اسے پاک نہ کیا۔ اور اس نے شیطان کے بہکانے سے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ اور افتراء، جھوٹ اور بہتان سے اجتناب نہ کیا۔ اور اس نے یہ خیال کر لیا کہ یہ ایسی بات ہے جس کے بارہ میں اس سے باز پرس نہیں ہو گی۔ اور وہ اپنی زندگی ناز و نعم اور آسودگی میں گزارتا رہے گا اور وہ عظمت و شرف میں بڑھتا چلا جائے گا۔ بلکہ اس کے ساتھ وہ کبر و نخوت کی راہ پر بھی چل پڑا اور رب العزت کے عذاب سے نہ ڈرا۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مفتری آخرکار پکڑا جاتا ہے اور اسے ترقی سے روک دیا جاتا ہے۔ اور اللہ کی غیرت اسے شیروں کی طرح چیر پھاڑ دیتی ہے۔ اور وہ ہلاکت کا دن اور موعود تباہی کو دیکھ لیتا ہے۔ اللہ غالب اور بہت پیار کرنے والے کی کتاب (قرآن کریم) میں ہے کہ وہ لوگ جو اللہ پر افتراء کرتے ہیں اور جھوٹ باندھتے ہیں وہ تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہتے ہیں اور پھر وہ پکڑے جاتے ہیں اور اللہ کی لعنت اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کا پیچھا کرتی ہے اور وہ ذلت اور رسوائی کا مزا چکھتے ہیں اور ان کی عزت نہیں کی جاتی۔ کیا تجھے پہلے زمانے کے مفتریوں کے انجام کی خبر نہیں پہنچی؟ اور یقیناً اللہ کو افترا کرنے والوں کے انجام کی کچھ پرواہ نہیں۔ اور وہ اپنی تلوار ان کے لئے سونتتا ہے اور انہیں پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

اور جب اس کی ہلاکت کا دن قریب آ گیا تو میں نے اس کو مباہلہ کے لئے بلایا اور اسے لکھا کہ تیرا دعویٰ باطل ہے اور تو اس حقیر دنیا کے مردار کی خاطر محض کذاب اور مفتری ہے اور عیسیٰؑ صرف ایک نبی ہے اور تو محض خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹا قول منسوب کرنے والا، مفتری اور معمولی آدمی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنے والے فرقے سے ہے۔ پس اس ذات باری تعالیٰ سے ڈر جو تیرے جھوٹ کو دیکھ رہا ہے۔ اور میں تجھے اسلام اور دین حق کی طرف اور جبروت اور عزت والے خدا کی طرف توبہ کرنے کے لئے دعوت دیتا ہوں۔ اگر تو اس دعوت سے پیٹھ پھیرتا اور منہ موڑتا ہے تو آؤ ہم مباہلہ کریں اور حق ترک کرنے والے اور ازراہِ افتراء رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ اور اس طرح اللہ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ اور صادق کے عرصہ حیات میں کاذب کو ہلاک کر دے گا تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور تا اس فیصلہ کے بعد نزاع ختم ہو جائے۔ اور اللہ کی قسم! میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کی آخری زمانہ میں اور گمراہی کے پھیل جانے کے دنوں میں آمد کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور یقیناً عیسیٰ فوت ہو چکا ہے اور تثلیثی مذہب باطل ہے۔ اور تو دعوائے نبوت میں اللہ پر افتراء کر رہا ہے اور سلسلہ نبوت تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا۔ اور فرقان حمید جو تمام صُحفِ سابقہ سے بہتر ہے، کے بعد کوئی اور کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت ہے۔ البتہ خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میرا نام نبی رکھا گیا۔ اور یہ آپ کی کامل اتباع کی برکات کی وجہ سے ایک ظلی امر ہے۔ اور میں اپنی ذات میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میں نے جو کچھ پایا اس پاک نفس سے پایا۔ میری نبوت سے اللہ کی مراد محض کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس سے زائد کا ارادہ کرے۔ یا وہ اپنے آپ کو کوئی شے سمجھے یا جو حضور کی غلامی سے اپنی گردن کو باہر نکالتا ہو۔ اور یقیناً ہمارے رسول خاتم النبیّین ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا۔ پس کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے رسول پاک کے بعد نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے۔ اور آپ کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور وہ بھی اتباع کی شرط کے ساتھ ہے نہ کہ خیر البریہ کی متابعت کے بغیر۔ اور اللہ کی قسم! مجھے یہ مقام صرف اور صرف مصطفوی شعاعوں کی اتباع کے انوار سے حاصل ہوا ہے۔

اور اللہ کی طرف سے مجھے حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ اس طرح یہاں اللہ اور اس کے رسول کی غیرت جوش میں نہیں آتی، کیونکہ میری پرورش نبی کریمؐ کے پروں کے نیچے کی جا رہی ہے۔ اور میرا یہ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ میں نے اسی وحی کی پیروی کی ہے جو میرے رب کی طرف سے مجھے کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد میں مخلوق کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔ اور قیامت کے روز ہر شخص سے اسکے عمل کی پُرسش کی جائے گی اور اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔‘‘

....(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 151 تا 155۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

''وہ حسن واحسان میں تیرانظیر ہوگا۔''

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عشق رسولؐ

غلام مصباح بلوچ۔استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو جب الٰہی بشارات کے مطابق بذریعہ اشتہار ایک موعود بیٹے کی پیشگوئی کا اعلان فرمایا تو اس کے ایک ماہ بعد ایک اور اشتہار محررہ 22 مارچ 1886ء میں یہ اعلان فرمایا کہ:

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتم ہے......اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی.....''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 114,115)

یعنی جہاں یہ پیشگوئی (بابت مصلح موعود) خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت کا باعث ہے وہاں اس پیشگوئی کا مصداق وہ موعود بیٹا بھی عشقِ محمدؐ سے سرشار ہوکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت کا علمبردار ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جہاں نو سال کی مقررہ میعاد میں اللہ تعالیٰ نے اس موعود بیٹے کو پیدا کرکے صداقت اسلام کے لیے مانگے گئے نشان کو پورا کیا وہاں اس موعود بیٹے کی فطرتی صفات میں علاوہ اور باتوں کے آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُلفت ومحبت بھی رکھ کر آپؐ کی صداقت وعظمت کو ظاہر کرنے والا منادی بنا دیا۔ پیشگوئی بابت مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمائی تھی کہ ''وہ حسن واحسان میں تیرانظیر ہوگا''۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسن سیرت کی ایک اہم شہ سرخی عشق رسولؐ بھی ہے اور الہام ''وہ حسن و احسان میں تیرانظیر ہوگا'' کے مطابق یہی شہ سرخی موعود بیٹے کی سیرت کی فہرست میں بھی شامل ہونی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں، اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم، اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کرگئی ہے۔ وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(حقیقۃ النبوۃ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 503)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات زندگی کے علاوہ نظم ونثر سے بھی عشق رسولؐ عیاں ہے اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات، منظومات، خطبات و ملفوظات بھی محبت رسولؐ سے لبریز ہیں، کلام محمود (مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ یوکے۔1996ء) سے آپؓ کے بعض نعتیہ اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

اے محمدؐ! اے حبیبِ کردگار
میں ترا عاشق، ترا دلدادہ ہوں
گو ہیں قالب دو مگر ہے جان ایک
کیوں نہ ہو ایسا کہ خادم زادہ ہوں

(صفحہ 276)

مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرتِ لولاکؐ
ہوتے نہ اگر آپؐ تو بنتے نہ یہ افلاک
جو آپؐ کی خاطر ہے بنا آپؐ کی شے ہے
میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپ کے املاک

(صفحہ 287)

محمد میرے تن میں مثل جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

(صفحہ 33)

محمد پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمد
مرے دل کا یہی اِک مدعا ہے
اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے

(صفحہ 35,36)

محمدؐ عربی کی ہو آل میں برکت
ہو اُس کے حسن میں برکت، جمال میں برکت

(صفحہ 85)

ہر مسلمان اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محبت اور عشق رکھتا ہے لیکن بعض وجودوں کا عشق رسولؐ جہاں حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ کی شرط کو احسن طور پر پورا کررہا ہوتا ہے وہاں دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی بطور مثال بن جاتا ہے اور انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھانے کے مزید طریق فراہم کرتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی انہی خاص عاشقانِ رسولؐ میں سے ایک ہیں۔ آپؓ کی محبت رسولؐ، مطالعۂ حدیث اور اتباع سنت رسولؐ کے انداز اور تفہیم کے زاویے اس قدر منفرد، عمیق اور دلکش ہیں کہ بڑے بڑے عالمِ دین بھی اس کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں۔ آپؓ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کو اس انداز میں مطالعہ کرتے اور سوچتے کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچ گئے ہوں اس طرح آپؓ کی قلبی کیفیت اور جذبات بھی اسی رنگ میں ڈھل جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں یتیمی کی حالت میں اپنے چچا حضرت ابو طالب کے گھر میں پرورش پانے کے دنوں کا تصور کرکے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے عشق رسولؐ کی وجہ سے مضطرب ہو جاتے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں:

''مَیں تو جب بھی اس واقعہ کو پڑھتا ہوں میری طبیعت رقّت کے جذبات کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتی ہے....پس کبھی بھی اس واقعہ کو پڑھتے ہوئے مَیں بغیر اس کے کہ رقّت مجھ پر غالب نہ پالے، آگے نہیں گزر سکتا۔''

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 256 زیر تفسیر سورۃ الشعراء آیت نمبر 186-192)

جلسہ سالانہ 1961ء کے افتتاحی خطاب میں آپؓ نے فرمایا:

''مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اندوہناک سانحہ نہیں دیکھا مگر مجھے وہ دن بھی آج تک نہیں بھولا، آج تک آپؐ کی وفات کے حالات میں نے کبھی نہیں پڑھے کہ میری آنکھیں فرطِ جذبات سے پُرنم نہ ہوگئی ہوں اور مجھے اسی طرح درد وکرب محسوس نہ ہوا ہو جس طرح آپ کا زمانہ پانے والے مخلصین کو ہوا تھا۔ میں نے جب کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ پڑھا ہے کہ آپؐ نے جب پہلی مرتبہ چکّی سے پسے ہوئے باریک آٹے کی روٹی کھائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرکے آپؓ کے آنسو بہہ پڑے تو اس وقت میری آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگ جاتے ہیں....''

(تاریخ احمدیت جلد 21 صفحہ 270 مؤلفہ اسفندیار منیب صاحب)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں فخر نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لحاظ سے ہمیشہ ہی آپ کی وفات کو اسی طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میری زندگی میں ہی آپ زندہ تھے اور میری زندگی میں ہی آپؐ فوت ہوئے۔'' (خطبات محمود جلد سوم صفحہ 612۔ خطبہ نکاح فرمودہ 30 مارچ 1945ء)

آپ کی حرم محترم حضرت امۃ الحی بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اُن کی یاد میں آپؓ کا ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت کی طرف چلا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

''میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کرتا ہوں تو مجھے آپ کے اخلاق نہایت ہی پیارے لگتے ہیں کہ آپؐ کو اتنے بڑے بڑے کام سرانجام دیتے ہوئے کبھی حضرت خدیجہ نہ بھولیں....'' (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 4)

درود شریف کا ورد آپؓ کا معمول تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض خاص حالات کے تصور میں ان قلبی کیفیات اور محبت کے جذبات کی وجہ سے آپؓ کے درود شریف پڑھنے کی کیفیت بھی والہانہ ہوجاتی ہے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد۔ فَدَتْ نَفْسِیْ وَ رُوْحِی عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدٍ قَدْ اُوْذِیْتَ کَثِیْرًا فِی اِعْلَاءِ کَلِمَۃِ اللّٰہ، رَفَعَ اللّٰہ شَانَکَ وَ اَحْیَا ذِکْرَکَ اِلٰی اَبَدِ الْآبَادِ۔'' (تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 98)

''فِدَاہُ اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَ جَسَدِیْ وَ رُوْحِی''

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 421)

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ فِی السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ بَلْ اَکْثَرَ''

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 530)

عشق رسولؐ کے باعث یہ ضروری تھا کہ آپؓ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے جانے والے الزامات و اعتراضات پر بھی غیرت کا اظہار کرتے۔ لہٰذا جب بھی کسی معترض نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر حملہ کرنے کی کوشش کی وہ اس عاشق رسولؐ سے مدلّل جواب سن کر اور اپنے جھوٹے اعتراض کی قلعی کھلنے پر منہ کی کھائے بغیر نہ رہا۔ ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ حضورؓ کے ایک سفر ڈلہوزی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''5 جولائی 1918ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک نوجوان تعلیم یافتہ اور آزاد خیال عیسائی صاحب تشریف لائے.....ایک موقعہ پر سلسلہ گفتگو میں صاحب موصوف نے ایک ایسا شبہ پیدا کردیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت پر حملہ تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ آپ اس غیرت سے متحرک ہوکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ رکھتے ہیں، باوجود آج طبیعت کے ناساز ہونے کے بڑے جوش کے ساتھ اس کا جواب دینے کے لئے طیار ہوگئے اور ایسا ساکت جواب دیا کہ صاحب موصوف کو اپنے شبہ پر نادم ہونا پڑا۔''

(الحکم 7 جولائی 1918ء صفحہ 4 کالم 1)

اسی طرح ایک اور موقع پر ایک مباحث کے ساتھ بات کرنے سے قبل آپؓ نے اُسے پہلے ہی متنبہ فرمایا کہ میں ہر سوال کا جواب دوں گا لیکن اگر سوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر حملہ کیا گیا تو پھر اگر تم ایک اعتراض کرو گے میں بیس کروں گا۔ چنانچہ آپؓ اس گفتگو کا حال بتاتے ہوئے خود فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میرے پاس ایک انگریز آیا اور اُس نے کہا مَیں آپ سے اسلام کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کوئی الزامی جواب نہ دیں۔ مَیں نے کہا اگر تم اسلام پر حملہ نہیں کرو گے تو مَیں بھی الزامی جواب نہیں دوں گا۔ لیکن جب باتیں شروع ہوئیں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا شروع کردیا۔ مَیں نے جواب میں حضرت عیسیٰؑ پر حملہ کرنا شروع کردیا۔ اِس سے اُس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہنے لگا مَیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ مَیں نے کہا دیکھو میرا تم سے وعدہ تھا کہ اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہیں کرو گے تو مَیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حملہ نہیں کروں گا چنانچہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ لیکن تم نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا ہے۔ اگر تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے غیرت ہے تو کیا مَیں ہی اتنا بے غیرت ہوں کہ مجھے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ دیکھ کر غیرت نہ آئے۔ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک حملہ کرو گے تو مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بیس حملے کروں گا۔''

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 656۔ زیر تفسیر سورۃ العنکبوت آیت نمبر 47)

آپؓ دنیا کے سب سے بڑے عاشق رسولؐ کے فرزند تھے اور ہوش سنبھالتے ہی آپؓ نے اپنے عاشق رسولؐ باپ سے عشق رسولؐ کے اسباق سیکھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آغاز سے ہی آپؓ نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر ذات لوگوں کے ناپاک حملوں کی زد میں ہے اور اس احساس کے ساتھ ہی آپؓ نے اپنے دل میں اس عظیم نبیؐ کی عصمت کا درد بھی پیدا کرلیا تھا۔ 1912ء میں ملک مصر کو روانگی کے وقت آپؓ نے اپنے ایک خط میں لکھا:

''.....یہاں سے جاتی دفعہ اپنے درد دل سے آگاہ کرتا جاؤں شاید کسی دل میں وہ آگ جو میرے دل میں ہے کچھ اثر پیدا کرے اور وہ دین کی کسمپرس حالت میں اس کی مدد کرے۔ کیسا افسوس اور کیسے غضب کی بات ہے کہ محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی جیسے انسان کی دنیا ہتک کررہی ہے، قرآن شریف جیسی کتاب سے تمسخر کررہی ہے اور لوگ خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ ہمارے دل کیوں مرگئے اور ہماری

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر437

جلسہ سالانہ قادیان 2016 میں عرب احباب کی شرکت (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے جلسہ سالانہ قادیان 2016ء میں عرب احباب کی شرکت کے حوالے سے چند امور کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

☆ **مکرم غسان النقیب صاحب آف شام لکھتے ہیں کہ:**

گو قادیان کے سفر کی تمنا تو دل میں موجزن تھی اور دل حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کی جائے پیدائش، آپ کے گھر اور مسجد اور آپ کے مزار مبارک کو دیکھنے کی آرزو تو دیرینہ تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ تمام رکاوٹیں ختم ہوکر اس قدر جلدی سب انتظام ہوجائے گا اور ہم اس مقام کی طرف عازمِ سفر ہوں گے۔دو روز کے طویل سفر کے دوران مَیں ایک عجیب عالمِ شوق میں رہا۔ پھر نیند سے بوجھل آنکھوں کے ساتھ جب ہم قادیان کی حدود میں داخل ہوئے تو معاً ایک عجیب نشاط اور تازگی کا احساس ہونے لگ گیا۔منارۃ المسیح سے پھوٹتی روشنیاں دیار مسیح سے قربتوں کی نوید سنا رہی تھیں۔ہم رات کے اس پہر مقرر کردہ رہائشگاہ پر پہنچے تو تن بدن میں سر سے پاؤں تک سکون واطمینان کی لہریں سرایت کرگئیں۔

پھر نماز فجر سے مسیح موعود علیہ السلام کے ان مقامات کی زیارت کا عمل شروع ہوا جہاں سے آپ نے اسلام کی عزت وناموس کی حفاظت اور اعلائے کلمۂ حق کے عظیم کام کو سرانجام دیا تھا۔پھر جلسہ شروع ہوا تو اس کے انتظامات اور نظم وضبط کو دیکھ کر مَیں بہت متأثر ہوا۔میں نے پہلی بار شام سے باہر کسی بڑے جلسہ میں شرکت کی تھی۔خلاصہ کے طور پر مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے قادیان میں اپنے قیام کے دوران دو باتوں میں بہت استفادہ کیا۔ایک تو خدا کی معرفت اور اس کے قرب اور عبادت کی ایسی لذتوں کو پانے کی توفیق ملی جس کا لفظوں میں بیان ممکن نہیں ہے۔دوسری بات یہ تھی کہ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے احمدیوں میں غریب بھی تھے اور امیر بھی، کالے بھی تھے اور گورے بھی، سب کی زبانیں مختلف تھیں، مزاج مختلف تھے، رنگ وقوم کا اختلاف تھا لیکن سب سے ملنے کے بعد ایک طرح کی محبت اور قربت کا احساس ہوتا تھا جسے شاید اخوت اور ایمان کی حلاوت سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔

حقیقی خوشیوں اور روحانیت سے معمور یہ چند ایام بہت جلد گزر گئے، اگرچہ وقتِ رخصت فراق کا دکھ غالب تھا لیکن دل میں یہ خواہش عزم بن کے راسخ ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کریں گے۔

قادیان میں میری پہلی نماز

☆ تیونس کے ایک دوست نے بتایا کہ میں رات کو قادیان پہنچا۔میں تو قادیان میں پہلی مرتبہ آیا تھا، صبح فجر سے پہلے جاگا تو دیکھا کہ میرے ساتھی شاید تہجد کے لئے جاچکے تھے۔ مجھے تو مسجد کا راستہ بھی معلوم نہ تھا لیکن میں جب نکلا تو جس طرف لوگ جارہے تھے اسی سمت چلتا گیا تا آنکہ ایک مسجد میں جا پہنچا۔ وہاں مجھے دوستونوں کے درمیان نماز کے لئے جگہ ملی۔ اگلے روز تمام عربوں کو مقامات مقدسہ کا تعارفی ٹور (Tour) کروایا گیا۔اس دوران ہم مسجد اقصیٰ میں بھی گئے۔ وہاں ہمیں دوستونوں کے مابین ایک مقام کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ مقامِ نزول خطبہ الہامیہ ہے، یہاں پر حضور علیہ السلام خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور عظیم الشان معجزہ کا ظہور ہوا تھا۔ یہ سنتے ہی میری حالت عجیب ہوگئی کیونکہ یہی وہ جگہ تھی جہاں میں نے قادیان میں پہنچنے کے بعد پہلی نماز ادا کی تھی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ڈلہوزی کا سفر

سلسلہ کی کتب میں ایک پہاڑی اور صحت افزا مقام ڈلہوزی کا تذکرہ بھی آتا ہے۔لوگ اس علاقے میں سیر کرنے، لہو ولعب اور قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے جاتے ہیں۔لیکن عشق ووفا کی دنیا اور ہی ہے۔ محبتوں میں ہر لمحہ خیالِ وصال سے عبارت ہوتا ہے، محبوب سے محبت بڑھتی ہے تو اس کی ہر چیز سے بھی محبت ہوجاتی ہے۔اس کے نقوشِ قدم پر چلنے کو دل چاہتا ہے، جن راہوں پر سے وہ گزرا ہو وہاں سے گزرنے کی خواہش ہوتی ہے، اور جن بام ودر اور حجر وشجر پر اس کی نگاہیں پڑی ہوں ان کو دیکھنے کی آرزو پنپنے لگتی ہے۔کچھ ایسی ہی خواہش قادیان پہنچنے والے عربوں کے دل میں ڈلہوزی کا سفر اختیار کرنے کے لئے موجزن تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے سلسلہ کی کتب میں پڑھا تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈلہوزی کا متعدد بار سفر اختیار کیا اور اس کے بارہ میں اپنے احساسات کا بھی ذکر کیا تھا۔اس کی کسی قدر تفصیل قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈلہوزی میں

قادیان کی جائیداد کے حقوق، مقامی زمینداروں کے لگان میں اضافہ یا درختوں کی کٹائی وغیرہ کے متعلق مقدمات کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بٹالہ، گورداسپور، امرتسر اور لاہور کے علاوہ ڈلہوزی کے بھی متعدد سفر اختیار کرنے پڑے۔اور ڈلہوزی تک تو آپ کو ایک مرتبہ یکّہ میں اور اکثر مرتبہ پاپیادہ سفر بھی کرنا پڑا۔ان دنوں میدانی سفر کی سہولتیں بھی میسر نہ تھیں اور یہ تو پہاڑوں کا دشوار گزار راستہ تھا جس کے طے کرنے میں یقیناً غیر معمولی بہادری، ہمت اور جفاکشی درکار تھی اور جسے آپ نے مسکراتے ہوئے چہرے سے محض رضاء الٰہی کی خاطر اختیار کیا۔(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 71)

’’عنفوان شباب میں بہاریں لوٹنے کی بجائے خدا تعالیٰ کے تصور میں یوں کھوئے جانا آپؑ کے اس عشق کا پتہ دیتا ہے جو آپ کے قلبِ صافی میں بحر مواّج کی شکل میں ہر دم موجزن رہتا تھا۔آپ دست با کار اور دل بایار کی مجسم تصویر اور عالم جوانی میں عشق الٰہی کے سانچے میں ڈھلا ہوا نفیس قالب تھے جس کے چہرہ مہرہ، طرز گفتگو اور کردار سے روحانیت کا نور برستا تھا جو ایک اجنبی انسان کو بھی مبہوت کردیا کرتا تھا۔ چنانچہ ڈلہوزی ہی کے سفر کا ایک واقعہ ہے کہ آپ ایک مقدمے کے سلسلہ میں پہاڑ پر یکّہ میں بیٹھے سفر کررہے تھے کہ راستہ میں بارش آگئی۔آپ اپنے ہم سفر ساتھی سمیت یکّے سے اترے اور ایک پہاڑی آدمی کے مکان کی طرف گئے جو راستہ کے پاس تھا۔آپ کے ساتھی نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر اس نے روکا۔اس پر ان کی باہم تکرار ہو گئی اور مالک مکان تیز ہوکر گالیوں پر اتر آیا۔حضرت صاحب یہ تکرار سن کر آگے بڑھے، جونہی آپ کی اور مالک مکان کی آنکھیں ملیں تو پیشتر اس کے کہ آپ کچھ فرماتے اس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس لئے مَیں اجنبی آدمی کو گھر میں نہیں گھسنے دیتا مگر آپ بے شک اندر آجائیں۔‘‘

’’زندگی کا ہر تغیر آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کا باعث بنتا تھا۔ ڈلہوزی کے سفروں کے متعلق اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ: ’’جب کبھی ڈلہوزی جانے کا مجھے اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زار حصوں اور بہتے ہوئے پانیوں کو دیکھ کر طبیعت میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا اور عبادت میں ایک مزہ آتا اور میں دیکھتا کہ تنہائی کے لئے وہاں اچھا موقعہ ملتا ہے۔‘‘(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 76 تا 77)

انہی سبزہ زاروں اور بہتے پانیوں کو دیکھنے اور اسی احساس کو محسوس کرنے کے لئے عرب احباب کے اصرار پر ہم نے ڈلہوزی جانے کا پروگرام بنایا۔کرائے پر لی گئی گاڑیوں پر صبح سویرے نکلے اور دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم پہاڑی سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ یہ عمومی طور پر مٹی اور پتھر کا ملا جلا پہاڑی سلسلہ ہے۔ یہ پہاڑ درختوں سے ڈھکے ہوئے ہیں اور دُور سے سرسبز وشاداب اور دلفریب منظر پیش کرتے ہیں۔

ایسے مسحور کن نظارے جس شخص کے خیالوں کو خدا کی عبادت کی طرف مائل کرتے ہیں اور وہ ان علاقوں میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے تنہائی کا اچھا موقعہ پاتا ہے اور اس کی طبیعت بے اختیار خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے یقیناً وہ کوئی خدا کا بہت ہی پیارا وجود ہے۔

پہاڑوں کے بیچوں بیچ بل کھاتے راستے سحر انگیز مناظر کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کا موجب ہوتے ہیں۔ان راستوں کے ہر بڑے موڑ پر چند بندر امید لطف پہ مثال سائلِ مبرم نشستہ نظر آتے ہیں۔

پہاڑی وعظ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو بھی ڈلہوزی سے خاص لگاؤ تھا اور آپ اکثر وہاں جا کر قیام فرمایا کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الأول کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت جون 1911ء میں ڈلہوزی میں پادری ینگسن سے ملاقات کی اور تثلیث پر گفتگو فرمائی جسے بعد میں پہاڑی وعظ کے نام سے شائع کروادیا۔(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 87)

اسی طرح ڈلہوزی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قرآن کریم کے متعدد حصوں کا درس بھی ارشاد فرمایا۔

بیت الفضل

ابتداءً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جب یہاں جاتے تو کرائے پر مکان لے لیتے تھے۔ بعد میں یہاں پر بیت الفضل کے نام سے ایک اپنا مکان بنوایا۔

محترمہ بی بی امۃ المتین صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

ڈلہوزی میں کرائے کی کوٹھی راشمین میں ابّا جان (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کے ساتھ امّاں جان اور ہم گئے ہوئے تھے۔اس کوٹھی میں امّاں جان نے درخت پر ایک پینگ ڈلوائی ہوئی تھی۔ پینگ پر بیٹھ کر میں گایا کرتی تھی۔

پھر لکھتی ہیں کہ: ڈلہوزی میں ابا جان کی ذاتی کوٹھی بیت الفضل بن رہی تھی۔ ابھی پوری نہیں بنی تھی کہ ہم ٹھہرنے لگے تھے۔ہم اوپر کی منزل میں رہتے تھے۔امّاں جان برآمدہ میں بیٹھی تھیں۔ ایک دم اس قدر بادل آگئے کہ کمروں میں بھی گھس گئے۔تھوڑی دیر کے بعد خوب زور کی بارش شروع ہوگئی۔ پھر آسمان پر بیچ میں تھوڑی سی جگہ سے بادل پھٹا اور دھوپ چمکنے لگی۔(سیرت وسوانح سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 726 تا 727)

یادگار

ڈلہوزی کی وادیوں میں سفر کرتے کرتے بالآخر ہم اس مقام پر جا پہنچے جہاں یہ مذکورہ تاریخی عمارت تھی جسے دیکھنا ہمارے اس سفر کا ایک اہم مقصد تھا۔جی ہاں! یہی تاریخی عمارت جس کا نام بیت الفضل ہے۔ یہاں پر ایک بڑا اسکول قائم ہے۔سکول کی بالائی جانب پہاڑ پر بیت الفضل واقع ہے جہاں سکول کے بعض اساتذہ کی رہائش تھی۔ چونکہ سکول میں چھٹیاں تھیں اس لئے بیت الفضل بھی بند تھا۔ ہماری درخواست پر ڈیوٹی پر مأمور اہلکار نے بیرونی دروازہ کھول دیا اور ہم نے اندر سے بھی اس گھر کی زیارت کرلی۔ گھر کی لکڑی والی سیڑھیاں ابھی تک مضبوط اور محفوظ ہیں جبکہ بیرونی دروازے اور کھڑکیاں کسی قدر خستہ حالی کا شکار ہیں۔دوسری منزل اور بیک سائیڈ والی بالکونی بھی ابھی تک محفوظ ہے۔

اس گھر کی زیارت اور تصاویر لینے اور کچھ وقت وہاں گزارنے کے بعد ہم شام کے وقت وہاں سے واپس قادیان پہنچ گئے۔

بٹالہ کے راستے میں

قادیان کے مضافاتی علاقوں میں سے دو مقامات ایسے ہیں جہاں پر عرب احباب نے بطور خاص جانے کا پروگرام بنایا۔ ان میں سے ایک وہ نہر ہے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنے والے مہمانوں کو وقت رخصت وداع کرنے کے لئے ساتھ جاتے تھے۔اور جب حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اور آپ سے ملاقات کے بعد قادیان سے روانہ ہوئے تو حضور علیہ السلام اپنے چند اصحاب کے ہمراہ اسی نہر تک صاحبزادہ صاحب کو رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور یہیں پر ہی کسی جگہ صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں پر گر گئے تھے اور آپؑ نے یہ کہتے ہوئے اٹھنے کا ارشاد فرمایا تھا کہ: اَلْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَب۔(ماخوذ از سیرت المہدی روایت نمبر 360و715)

اس نہر سے کچھ دور ہی جانبِ بٹالہ وہ مقام ہے جہاں ایک قدیم درخت ابھی تک قائم ہے۔اس مقام کو اُس زمانے میں تکیہ دوانی وال کہا جاتا تھا اور بٹالہ جاتے ہوئے حضور علیہ السلام کبھی کبھار یہاں بھی رکا کرتے تھے۔نیز جب حضور علیہ السلام کا جنازہ لاہور سے قادیان لایا گیا تو جنازہ کو یہیں پر رکھ کر صحابہ نے نماز فجر ادا کی تھی۔(ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد 2 ص 550)

ہر دو مقامات پر عرب احباب کی عجیب جذباتی حالت تھی۔حضور علیہ السلام کا زمانہ یاد آرہا تھا اور ان ایام کی یاد میں آنسوؤں کی جھڑی لگتی جارہی تھی۔

............(**باقی آئندہ**)

اللہ تعالیٰ نے صرف اولاد کو ہی پابند نہیں کیا بلکہ باوجود ماں باپ کے اپنے بچوں کے لئے بیشمار حسن سلوک کے ماں باپ کو بھی پابند کیا ہے کہ ان پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی ادائیگی انہیں عدل وانصاف اور احسان کرنے والا بناتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قانون میں دخل اندازی اور اپنی لاعلمی اور رزق کے خوف سے اولاد کا قتل معاشرتی اور قومی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

میاں بیوی کے تعلقات میں اور یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ بھی عدل واحسان سے کام لینے کی اسلامی تعلیمات کا تذکرہ

اگر حقیقی عدل دنیا میں قائم کرنا ہے تو نسل پرستی کی ہر صورت کو ختم کرنا ہوگا۔ بیشک قومیں اور قبائل تو پہچان کے لئے ہیں اور رہیں گی لیکن اس بنیاد پر کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسلام نسلی امتیاز کی نفی اور خاتمے کا سب سے بڑا علمبردار ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھک کر اور اس کی بات مان کر ہی دنیا میں عدل وانصاف قائم کیا جاسکتا ہے۔ مسلمان بھی اگر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر چلیں گے تو انصاف اور امن قائم کر سکیں گے ورنہ اگر اس پر عمل نہیں کرتے اور ظلم وتعدی کے بازار گرم کرتے ہیں تو ان سے زیادہ گنہگار اور اپنے جرموں کی سزا بھگتنے والے اَور کوئی نہیں ہوگا۔

مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے فتنہ اور فساد کو روکنے کے لئے عدل سے بڑھ کر احسان کرنا ہوگا اور غیر مسلموں کو، مقتدر لوگوں کو، حکومتوں کو کم از کم عدل کے معیار قائم کرنے ہوں گے تب دنیا سے فساد مٹ سکتے ہیں۔ قوموں سے قوموں کے معاملات میں عدل سے کام لینے کی اسلامی تعلیم پر عمل کے ذریعہ ہی عالمی امن قائم ہوسکتا ہے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 14 اگست 2016ء بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں اختتامی خطاب

دوسری و آخری قسط

قرآن کریم میں اور بھی آیات ہیں جو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکے حق ادا کرنے کی طرف اس بات کے حوالے سے توجہ دلاتی ہیں کہ والدین کے تمہارے پر بے شمار احسانات ہیں ان کو ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے بہت بڑا فضل نیک اور خیال رکھنے والی اولاد ہے۔ پس جب نسلوں میں یہ حسن سلوک جاری ہو جائے تو عدل و انصاف اور پیار ومحبت کا معاشرہ قائم ہوجاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے صرف اولاد کو ہی پابند نہیں کیا بلکہ باوجود ماں باپ کے اپنے بچوں کے لئے بیشمار حسن سلوک کے ماں باپ کو بھی پابند کیا ہے کہ ان پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی ادائیگی انہیں عدل و انصاف اور احسان کرنے والا بناتی ہیں۔ اس لئے اولاد کی پیدائش سے پہلے ہی اس دعا اور خواہش کی طرف توجہ دلائی کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد بخش۔ فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (آل عمران:39)۔ پس پاک اولاد کی خواہش اس لئے ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والی ہو۔ نظام عدل کو قائم کرنے والی ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والی ہو۔ دنیا کے فتنہ وفساد کو دور کرنے والی ہو۔

پھر اس پر بس نہیں بلکہ یہ دعا کرتے رہنے کی تلقین فرمائی کہ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (الاحقاف:16)۔ اور میری اولاد میں نیکی قائم کر۔ پس دعا کے ساتھ عملاً بھی اس ذمہ داری کو نبھانا ہے کہ اولاد کی نیکی اور اصلاح کی طرف توجہ رہے ورنہ وہ عدل اور احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کا جو نظام اسلام قائم کرنا چاہتا ہے، جو حقوق کے مستقلاً قائم کرنے کی ضمانت ہے، لاگو نہیں ہوسکتا۔

اس حق کو جو اولاد کا والدین پر ہے کچھ تفصیل سے اس طرح ذکر فرمایا کہ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۔ (الانعام: 141) یقیناً بہت نقصان اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے بیوقوفی سے بغیر کسی علم کے اپنی اولاد کو قتل کر دیا اور انہوں نے اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہوئے اس کو حرام قرار دے دیا جو اللہ نے ان کو رزق عطا کیا تھا۔ یقیناً یہ لوگ گمراہ ہوئے اور ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔

پھر فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (الانعام:152) کہ رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

اب بتائیں کہ کیا کوئی ہے جو اولاد کو قتل کرتا ہے؟ ماں باپ تو اولاد کے لاڈ پیار میں بعض دفعہ اس حد تک غلو کرتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے مقابلے پر بھی لے آتے ہیں۔ اس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس لئے نیک اولاد اور صالح اولاد کی دعا بھی سکھا دی۔

قتل اولاد سے مراد ایک تو یہ ہے اور والدین کے لئے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت ہو اور وہ سب سے پہلے اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کو پہچانے بغیر، اس کی عبادت کا حق ادا کئے بغیر نہ ہی عدل قائم ہوسکتا ہے، نہ احسان کی طرف توجہ ہوسکتی ہے، نہ ایتائ ذی القربیٰ کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ مسلمان کہلا کر بھی جو مسلمان غیر اسلامی افعال میں ملوّث ہیں یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی نہ حقیقی پہچان انہوں نے کی ہے، نہ اس کی عبادت اور بندگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ پس اولاد کی زندگی کے سامان والدین اس وقت کرتے ہیں جب انہیں حقیقی عبد بنانے کے لئے تربیت کرتے ہیں اور پھر ان کو معاشرے کے حق ادا کرنے والا بناتے ہیں۔ معاشرے کے امن وسکون کو قائم کرنے والا بناتے ہیں۔

پس یہ جو اسلام کے نام پر بلاوجہ قتل وغارت کر رہے ہیں اور خودکش حملے کر کے مر بھی رہے ہیں یہ بھی والدین کا بچوں کے معاملات میں عدم توجہگی اور عدم تربیت کا نتیجہ ہے۔ ماں باپ دولت کمانے کی دوڑ میں گھروں پر توجہ نہیں دیتے۔ عام دینی تربیت سے بھی بچے بے بہرہ ہیں۔ یہ سب قتلِ اولاد کے زمرہ میں آتا ہے۔

پھر جہاں اولاد کو حکم ہے کہ والدین کی خدمت کرو اس لئے کہ انہوں نے تمہیں بچپن میں پالا پوسا ہے تو اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ بیان فرمایا کہ باپ بچے کی خدمت کے لئے ماں کو آزاد کرتا ہے اور اس طرح باپ بھی ماں کی خدمت کی مہمات میں شامل ہوتا ہے تو اس میں یہ نکتہ بھی بیان ہوگیا کہ جو باپ اس حق کو ادا نہیں کر رہے اور گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ماؤں پر ہی ہر قسم کا بوجھ ڈالے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ماں باہر نوکری بھی کرتی ہے اور جو وقت میسر ہو اس میں بچے کو بھی پالتی ہے تو اس صورت میں باپ کا اپنی ذمہ داری ادا نہ کرنا اور اس وجہ سے ماں کا بچے کی طرف کم توجہ دینا باپ کی طرف سے بچے کے قتل کے مترادف ہے۔ پس بچوں کو چاقو چھری بندوق اور پستول سے کوئی قتل نہیں کرتا۔ ان کی تربیت کی طرف توجہ نہ دینا ان کے قتل کے برابر ہے۔

پھر اس زمانے میں حکومتوں کی پالیسیاں اور قانون بنانے والے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عقل بڑی اعلیٰ مقام پر پہنچی ہوئی ہے اور بڑی اچھی قانون سازی کر سکتی ہے اور جو یہ قانون سازی کرلیں وہ وقت کا بہترین حل ہے اور اس وجہ سے یہ قانون بناتے ہیں اور اس پر بڑا زعم ہوتا ہے۔ انہوں نے اکثر ملکوں میں قانون بنایا کہ بچے زیادہ نہ پیدا ہوں اور اس کے بعض دفعہ ایسے بھیانک حالات سامنے آتے ہیں کہ حکومت کے خوف سے بچے کو پیدائش کے بعد بعض لوگوں نے قتل کر دیا یا بچہ کو پیدائش سے پہلے ہی ضائع کروا دیا۔ حکومتوں نے یہ پالیسی اس لئے بنائی کہ زیادہ بچے ان کی معیشت کی ترقی پر اثر انداز ہوں گے۔ لیکن بیس تیس سال گزرنے کے بعد انہی ملکوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ پالیسی غلط تھی کیونکہ عمریں بڑھنے اور موت کی شرح کم ہونے کی وجہ سے بوڑھوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اس لئے ہماری معیشت پر بوڑھوں کا بوجھ زیادہ ہوگیا ہے اور کام کرنے والوں کی کمی ہوگئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں بچے پیدا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے ورنہ لیبر فورس کے لئے دوسروں کا مرہون منت ہونا پڑے گا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں دخل اندازی اور اپنی لاعلمی اور رزق کے خوف سے اولاد کا قتل معاشرتی اور قومی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے بشرطیکہ تم اللہ تعالیٰ کے نظام عدل کے مطابق چلو۔ اس لئے وہ بھی جو دولت کمانے کے لئے اپنی اولاد کو نظر انداز کر رہے ہیں اور وہ بھی جو فیملی پلاننگ رزق کے خوف سے کر رہے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نظام عدل سے بغاوت کرتے ہوئے جو غیر فطری شادیوں کے قانون یہاں ان لوگوں نے بنا لئے ہیں اب ہر ملک اس بات پر فخر کرتا ہے کہ ہم جنسوں کی شادیاں ہو سکتی ہیں یہ غیر فطری شادیاں ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے اثرات ایک علیحدہ خوفناک نتیجہ ظاہر کریں گے تب ان کو پتا لگے گا۔ چند سالوں بعد اثرات ظاہر ہونا شروع ہوجائیں گے اور پھر یہ لوگ اپنا سر پیٹیں گے اور اس ذریعہ سے یہ نہ صرف ممکنہ اولاد قتل کر رہے ہیں بلکہ قومی تباہی کے سامان بھی کر رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اولاد سے سلوک میں بھی عدل کرو اور جو یہ عدل نہیں کرتے وہ دیکھ لیتے ہیں کہ بھائیوں بھائیوں اور بہنوں بہنوں میں والدین کے بعد رنجشیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں ہم یہ دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر جب جائیداد کے معاملے میں انصاف نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد سے انصاف اور مساوات کا سلوک کرو۔ (صحیح مسلم کتاب الھبات باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ۔ حدیث 4072)

ایک دفعہ جب ایک باپ نے اپنے ایک بیٹے کو اپنی ایک جائیداد ہبہ کرنی چاہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ گویا تم مجھے اس پر گواہ بنانا چاہتے ہو۔ میں ہرگز تمہارے اس ظلم کی حمایت کر

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہوگا؟

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح ادراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔

بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہئے۔مَیں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔لیکن پھر اسے آگے پھیلانا مربیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔

حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہوں گے۔

جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔بغضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔مُلّاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔
ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

ایسا خطبہ سننے کا کیا فائدہ جس سے ہماری توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور اس بنیادی فرض کی طرف نہ ہو جو انتہائی ضروری ہے۔میں تو ہر دوسرے تیسرے خطبہ میں نماز باجماعت یا عبادت کے بارے میں بات کرتا ہوں۔اگر اس کا اثر ہی نہیں ہونا تو صرف تعداد کی خانہ پوری کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

پاکستان میں جیسے احمدیوں کے حالات مَیں نے بیان کئے ہیں اگر اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوگی تو پھر کب ہوگی؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا نعوذ باللہ امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسے ہی رہنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ہمارے حالات بدلے۔پس پاکستان کے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔کامیابیاں سونے سے نہیں ملیں گی۔کامیابیاں لاپرواہی سے نہیں ملیں گی۔کامیابیاں سرحدوں پر گھوڑے باندھنے اور چھاؤنیاں قائم کرنے سے ملیں گی۔

بعض جماعتوں میں نمازوں کی اچھی حاضری ہوتی ہے لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی نماز کسی نہ کسی کی ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ ایک آدھ نماز نہیں بھی پڑھتے۔
اور اس کی ایک وجہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی ہے کہ نظام اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا اور نظام کی بھی دوسری ترجیحات ہیں۔

اگر لذت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو مالی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔اور یہی نہیں بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بداثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز کی اہمیت اور مَردوں کے لئے بالخصوص نماز باجماعت کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دینے کے لئے افراد جماعت اور نظام جماعت کو تاکیدی ہدایات

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 جنوری 2017ء بمطابق 20 صلح 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔(ماخوذ از سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث 3371)
بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا

ہے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث149)

پھر آپؐ نے نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پا لی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول مایحاسب......حدیث413)

پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرواور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث495)

اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہو گا؟ یقیناً ایسے باپوں کے بچے یہ خیال کریں گے کہ اس حکم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ ایک حکم کی اہمیت کو نظر انداز کرنے سے بچے کے دل پر ہر اسلامی حکم کی اہمیت کا اثر ختم ہو جائے گا۔ ایسے لوگ نہ صرف پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خود گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی گھاٹا پانے والوں میں شامل کروا رہے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بچوں کی دنیاوی ترقی کے لئے تو ماں باپ فکر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو اصل فکر کا مقام ہے اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

پھر ایک حقیقی مومن کے لئے صرف نماز ہی ضروری نہیں ہے جس سے اس کا روحانی میل کچیل دُور ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً کوئی میل نہیں رہے گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا اور کمزوریاں دور کرتا ہے۔(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ حدیث528)۔ پانچ نمازیں پڑھنے والے کی روح پر کوئی میل نہیں رہتی۔

پس یہ ہے نماز کی اہمیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت مثال کے ذریعہ بیان فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حقیقی مومن مردوں کو اس روح کی میل اتارنے کے لئے مزید وضاحت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تا کہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ہو گا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہو گا۔ یعنی ہر قدم ہی اسے ثواب دینے والا ہے۔(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب المشی الی الصلاۃ......حدیث1406)

پھر ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث475)۔ یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اسی طرح ہے۔

سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تا کہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جا سکے۔

پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔

اسی طرح نماز باجماعت میں اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت 27 گنا زیادہ ثواب ہے۔ اس کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ......حدیث645)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے'' (یعنی نماز باجماعت میں جو زیادہ ثواب رکھا ہے) ''اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔'' (یعنی پاؤں بھی جب سیدھے صف میں کھڑے ہوں تو برابر ہوں۔ اس کے لئے ایڑھیاں برابر کی جاتی ہیں۔) ''اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں''۔ (صف بندی ہو گی تو ایک انسان کی طرح بن جائیں گی۔ یعنی اس میں طاقت پیدا ہو گی۔ ''اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں''۔ فرمایا ''وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے''۔ (یعنی امیر بھی، غریب بھی سب ایک صف میں کھڑے ہوں گے۔ بعض لوگوں کے دماغوں میں خودی ہوتی ہے یا خود غرضی ہوتی ہے اس کو باجماعت نماز ختم کرتی ہے۔) فرمایا کہ ''یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد8 صفحہ 248-247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (کسی میں نیکی کا زیادہ اثر ہے۔ نیکیوں کے اچھے اونچے مقام پر ہے تو دوسرا بھی اس اثر کو قبول کرے گا)

پس نیکیوں کے اثر کو قبول کرنے کے لئے باجماعت نماز بھی فائدہ دیتی ہے۔ پس نماز باجماعت سے جہاں ایک وحدت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ اُمّت میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے کی نیکیوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جب ایک ہی صف میں زیادہ نیکیاں بجا لانے والے اور روحانی لحاظ سے بڑھے ہوئے اور اسی طرح کمزور لوگ جو ہیں وہ بھی کھڑے ہوں گے تو کمزوروں پر نیکیوں کا اثر پڑے گا اور ان میں بھی نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے اور روحانیت کے بڑھانے کی قوت بڑھے گی اور جب یہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور جب روحانیت بڑھتی ہے تو پھر شیطانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح اِدراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ پس اگر ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی بہتری اور وحدت کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا ہے اور دوسری طرف ہمارے عملوں اور خاص طور پر بنیادی اسلامی حکم کے بجا لانے میں کمزوری ہو۔ جو بنیادی فرض ہے اس میں کمزوری ہو۔ اس چیز میں کمزوری ہو جو ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کم از کم معیار مقرر فرمایا ہے اس چیز میں کمزوری ہو تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ پانچ نمازوں کی فرضیت بیان ہوئی ہے، اہمیت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی بڑے واضح ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ یہ نمازیں تو ہر احمدی کے لئے ضروری ہیں ہی لیکن ساتھ ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرمائی ہے ہر عاقل (عقل رکھنے والے) بالغ مرد پر باجماعت نماز فرض ہے۔ لیکن اس کی طرف ہم دیکھتے ہیں کہ پوری توجہ نہیں ہے اور کمزوری ہے۔ بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہئے۔ مَیں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے آگے پھیلانا مربیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہوں گے اور جب یہ روحانی سرور اور حظّ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر نمازوں کی ادائیگی کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔

پس اس طرف جیسا کہ مَیں نے کہا ہر احمدی کو خود توجہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم نے اپنی نماز پڑھنی ہے۔ ایسی نماز پڑھنی ہے جو ہمیں دلی سرور دلوا سکے، جو ہمیں لذّت عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح یہ سرور حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے مثال دی فرمایا کہ ''مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیتا جاتا ہے۔'' (نشہ حاصل کرنے کے لئے شراب پیتا چلا جاتا ہے) ''یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔'' فرمایا کہ ''دانشمند اور زِیرک انسان اِس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔'' (یعنی اس مثال سے اگر کوئی عقلمند انسان ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے) ''اور وہ یہ'' (کس طرح فائدہ اٹھانا ہے اپنی

روحانیت کو تیز کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینے کے لئے)''کہ نماز پر دوام کرے۔''(نماز میں باقاعدگی اختیار کرے اور کبھی نہ چھوڑے۔) فرمایا''اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جائے۔اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اُس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔''شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس نے ذہن میں اپنا کوئی ایک معیار مقرر کیا ہوتا ہے کہ میں نے یہ لذت حاصل کرنی ہے۔ فرمایا کہ جو معیار وہ اپنے نشے کے لئے حاصل کرتا ہے تو ایک روحانی شخص کو، ایک مومن کو بھی اپنا کوئی مقصود بنانا چاہئے جس کو اس نے نماز کے لئے حاصل کرنا ہے اور اسی طرح بار بار مستقل مزاجی سے کوشش ہوگی تو تبھی سرور حاصل ہوسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ''اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو۔''ایک نمازی جب نماز پڑھے تو ذہن میں یہ بات رکھے اور اپنی جو بھی توجہ ہے اور جتنی طاقتیں ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے استعمال کرے کہ میں نے یہ سرور حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے قوت ارادی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر قوت ارادی ہوگی تو پھر ہی مستقل مزاجی بھی رہ سکے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ''اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق اور کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ...... کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی''۔ پھر ایک درد اور فکر ہوگی۔ ایک کرب ہوگا۔ ایک بے چینی ہوگی کہ کاش مجھے نماز میں سرور حاصل ہو۔ نماز پڑھتے ہوئے اس بے چینی کا بار بار اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار ہو تو آپ فرماتے ہیں کہ یقیناً پھر وہ سرور حاصل ہو جائے گا، لذت حاصل ہو جائے گی۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 8-7۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مستقل مزاجی کے ساتھ نماز میں اس کا مزہ لینے کی کوشش آخر ایک وقت میں دل کو پگھلا کر وہ مزہ دے دیتی ہے۔ آپ نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے لوگ بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ روح اور سچائی کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکّریں مارتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد9 صفحہ 8۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت و سرور آ رہا ہو یا یہ پکا ارادہ ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اس لذت و سرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہوگا۔ مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور اسی وجہ سے پھر عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تکلیف کی صورت میں مستقل دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں، جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت و سرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کر دے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔

پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ بغضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ مُلّاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شوریٰ کے فیصلہ جات کی تعمیل کی ایک رپورٹ آئی جس میں انہوں نے لکھا کہ تعداد کے لحاظ سے تربیتی فیصلہ جات میں ہم نے یہ یہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے۔ ترقی کی طرف قدم بڑھے ہیں۔ ان تربیتی امور کی بہت سی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ میرا خطبہ جمعہ سننے کی طرف اتنے ہزار خدّام کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ لیکن جو قابل فکر بات ہے وہ یہ کہ نماز باجماعت کے عادی جمعہ کا خطبہ سننے والوں کا قریباً تیسرا حصہ تھے یا اس سے تھوڑا سا زیادہ تھے۔ اسی طرح نمازوں کے عادی خدّام کی تعداد بھی خطبہ سننے والوں سے کافی کم تھی۔ ایسا خطبہ سننے کا کیا فائدہ جس سے ہماری توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور اس بنیادی فرض کی طرف نہ ہو جو انتہائی ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ میں تو ہر دوسرے تیسرے خطبہ میں نماز باجماعت یا عبادت کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ اگر اس کا اثر ہی نہیں ہونا تو صرف تعداد کی خانہ پوری کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں جیسے احمدیوں کے حالات مَیں نے بیان کئے ہیں اگر اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوگی تو پھر کب ہوگی؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا نعوذ باللہ امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسے ہی رہنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ہمارے حالات بدلے۔ اگر یہی اظہار ہونے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے شکوے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ تم جو چاہے کرتے رہو، میرے حق ادا کرو یا نہ کرو کیونکہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے اس لئے مَیں تمہیں کامیابیاں دوں گا۔ کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

خدّام کی رپورٹ کا مَیں نے ذکر کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کمزوری صرف خدام الاحمدیہ میں ہے۔ انصار کا بھی یہی حال ہے۔ پس پاکستان کے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کامیابیاں سونے سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں لاپرواہی سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں سرحدوں پر گھوڑے باندھنے اور چھاؤنیاں قائم کرنے سے ملیں گی۔ پاکستان سے نکل کے جو لوگ باہر آئے ہوئے ہیں یا عمومی طور پر ہر جگہ جماعت میں ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی اور باقی دنیا میں بھی ان کی حالت بھی یہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ باہر آ کر بڑے نمازی ہو گئے یا ہر جگہ نمازی ہیں۔ جماعتوں کا جائزہ لیں تو نمازوں کے معاملہ میں بہت ساری کمزوریاں نظر آئیں گی۔ انصاف سے اگر ہر ملک میں ہر تنظیم اپنے جائزے لے تو نتائج خود بخود سامنے آ جائیں گے۔ لیکن پاکستان سے باہر آئے ہوئے لوگ جو ہیں ان کو خاص طور پر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کئے ہیں اس کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔ اس کا اظہار کس طرح کرنا ہے۔

بعض جماعتوں میں نمازوں کی اچھی حاضری ہوتی ہے لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی نماز کسی نہ کسی کی ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ ایک آدھ نماز نہیں بھی پڑھتے۔ اور اس کی ایک وجہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی ہے کہ نظام اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا اور نظام کی بھی دوسری ترجیحات ہیں۔

میرے خطبات اوّل تو ہر ایک سنتا ہی نہیں۔ یہ کہنا کہ سو فیصد لوگ سنتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اور اگر سن بھی لیں تو پھر بھی مستقل یاددہانی کروانا نظام جماعت کا کام ہے۔ اس لئے نظام قائم کیا گیا ہے کہ تربیت کی طرف توجہ ہو۔

گزشتہ دنوں یہاں کی ایک جماعت کی مجلس عاملہ سے ملاقات تھی تو صدر صاحب نے بتایا کہ جب سے مَیں صدر بنا ہوں مالی نظام کی طرف میں نے بہت توجہ کی ہے اور اب ہم اس میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو مَیں نے انہیں کہا کہ ٹھیک ہے یہ کوشش تو آپ نے کی لیکن ایک مومن کے لئے جو بنیادی چیز ہے اور فرض ہے یعنی نماز۔ اس کے لئے آپ نے کیا کوشش کی؟ تو اس بارہ میں خاموشی تھی۔ گو فجر اور عشاء کی نماز کی حاضری کے بارے میں مَیں نے جو استفسار کیا اور جائزہ لیا تو اس میں جو اعداد و شمار سامنے آئے کافی بہتر تھے۔ لیکن نظام کی اس میں کوئی کوشش نہیں تھی۔ اگر لذّت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو مالی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔

اور آجکل تو صرف پاکستان ہی نہیں دنیا کے عمومی حالات ایسے ہیں کہ جنگ اور تباہی کا خطرہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ حکومتوں نے بھی اب اس کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ حد تک کارروائیاں بھی شروع کر دی ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے جو بچائے گی۔

بہت سے لوگ لکھتے ہیں کہ جنگ شروع ہوگی تو کیا ہوگا؟ ہم کیا کریں؟ تو ان کو یہی جواب ہے کہ اگر ان خطروں سے بچنا ہے تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے خدائے ذوالعجائب سے پیار کرنا ہوگا۔ اور اس پیار کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالتے ہوئے ہم لذّت و سرور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اکثر لوگ ان ممالک میں آ کر دنیاوی کشائش دیکھ کر خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ کشائش انہیں ان ملکوں کی ترقی کی وجہ سے ملی ہے۔ اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اتنے ترقی یافتہ ہیں لیکن ان کے کون سے ایسے عمل ہیں، کونسی عبادتیں کر رہے ہیں کہ اس کے باوجود یہ ترقی کر رہے ہیں اور پھر

بعض یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہم ان سے تو بہتر ہیں کہ اگر پانچ نمازیں فرض ہیں تو پانچ میں سے دو تین نمازیں تو پڑھ ہی لیتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کو بھولنے والوں کے لئے آخر میں عذاب مقدر ہے تو ان لوگوں کے پیچھے نہ چلیں۔ ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا ہے اور اپنی نسلوں کو بچانا ہے تو ان کی یہ ظاہری حالت نہ دیکھیں بلکہ اس تعلیم کے مطابق عمل کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔ پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی، اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کی اہمیت، اس کے پڑھنے کے طریق، اس کے فلسفہ کے بارے میں بہت کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے ہمیں آپؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی لیکن اس کے باوجود اگر ہم بنیادی چیز پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ مَیں نے کہا اور غیروں کی طرح دو تین نمازوں پر ہی اکتفا کریں گے جس طرح کہ اکثر غیر احمدی بھی اسی طرح کرتے ہیں تو پھر اس بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نمازوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس بارے میں کس کس طریق سے آپ نے ہمیں سمجھایا ہے؟ اس کے لئے آپ کے کچھ ارشادات پیش کرتا ہوں۔ ایک مومن لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا کلمہ پڑھ کر توحید کا اعلان کرتا ہے۔ اور توحید کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے“ (اللہ تعالیٰ سے تعلق ختم کرنا ہے) فرمایا ”نماز اور توحید کچھ ہی ہو“ (خود فرماتے ہیں کہ توحید کے عملی اظہار کا نام ہی نماز ہے۔ توحید کا منہ سے دعویٰ تو کر دیا لیکن توحید کے عملی اظہار کا نام نماز ہے۔) فرمایا ”نماز اور توحید کچھ ہی ہو......، اسی وقت بے برکت اور بے سُود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی روح اور حنیف دل نہ ہو“۔ فرمایا ”سنو وہ دعا جس کے لئے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا ہے۔ (یعنی مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔)“ اس کے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے۔“ (اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے لئے یہ سچی روح مطلوب ہے۔) ”اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد9 صفحہ 12۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (یعنی طوطا جس طرح بولتا ہے اسی طرح ہے) سچی روح پیدا کرنی چاہئے۔ تضرع اور خشوع پیدا کرنا چاہئے اگر وہ نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ دعا میں عاجزی اور تضرع ہو تو پھر اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ پھر آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ نماز کی مختلف حالتیں جیسے قیام ہے، رکوع ہے، سجدہ ہے۔ یہ سب حالتیں جو ہیں یہ ایک اضطراری حالت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایک بے چینی انسان کی ظاہر کرتی ہیں۔ انسان کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے۔ کبھی سجدے میں جاتا ہے اور ان حالتوں کی وجہ سے جو ظاہری اضطراری حالت ہے فرمایا کہ ان حالتوں کی وجہ سے دل میں سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے۔ دل میں بھی سوزش اور اضطراب پیدا ہونا چاہئے اور جب ایسی حالت ہوگی تو پھر حالت سجدہ میں بھی، قیام میں بھی، رکوع میں بھی پھر لذت اور سرور حاصل ہوگا۔

پھر عبودیت کے مقام اور حقیقی عاجزی اور گناہوں کو جلا کر ختم کرنے والی نماز کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ”انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے“ (ہر وقت عاجزی اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا ہو جاتی ہے) ”تو وہ خدا کی طرف ایک چشمے کی طرح بہتی ہے“ (عاجزی پیدا ہوگی تو تبھی خدا کی طرف بہے گی) ”اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔“ انسان جب کوشش کر کے اور اللہ تعالیٰ سے فضل مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے تعلق توڑتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے اور جب خدا تعالیٰ کی یہ محبت انسان پر گرے تو پھر آپ نے فرمایا کہ گناہ جل کر ختم ہو جاتے ہیں اور پھر نمازوں میں مستقل سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد9 صفحہ 10۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس بجائے یہ شکوہ کرنے کے یا دل میں یہ خیال لانے کے کہ ہماری نمازیں ہمیں مزہ نہیں دیتیں، ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس خاص تعلق کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی حالتوں کو دیکھیں کہ ہم صرف ٹکریں مار رہے ہیں یا نماز کا حق ادا کر رہے ہیں۔ پھر نماز میں نور اور لذت پانے کے طریق کے بارے میں مزید بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ”نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اوّلاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو۔“ (ایک ایسی عادت بن جائے جو پکی ہو جائے۔) ”اور رجوع اِلی اللہ کا خیال ہو۔“ (اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا خیال دل میں ہو۔ جب یہ چیزیں ہو جائیں گی، جب پکی عادت ہو جائے گی تو) ”پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد9 صفحہ 11۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر انسان دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نمازوں میں وہ لذت اور سرور آنی شروع ہو جاتی ہے۔

پس پہلے نماز کی عادت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرنا ضروری ہے۔ چاہے نمازوں کا فائدہ انسان کو ظاہری حالت میں نظر آتا ہو یا نہ لیکن نمازیں بہرحال پڑھنی ہیں کیونکہ یہ فرض ہیں اور یہ سمجھ کر عادت ڈالنی ضروری ہے کہ میں نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے۔ اس کے پاس ہی جانا ہے۔ ہر ضرورت کے لئے اسی سے مانگنا ہے۔ یہ مستقل مزاجی اگر رہے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ نمازوں کے حق بھی ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ نمازوں میں لذت بھی آنی شروع ہو جائے گی۔ اور پھر بعض لوگ جس طرح پوچھنے پر جواب دیتے ہیں ان کا یہ جواب نہیں ہوگا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں لیکن سستی ہو جاتی ہے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ سستی ہوتی ہی اس وقت ہے جب نماز کی اہمیت نہیں ہوتی (ماخوذ از ملفوظات جلد9 صفحہ 7-6۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور غیر اللہ کو انسان زیادہ اہم سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔ پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بداثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی۔“ فارسی کا مصرعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

”شب تنور گذشت وشب سمور گذشت“

(کہ رات ٹھنڈی ہو یا گرم ہو گزر ہی جاتی ہے۔ حالات اچھے ہوں یا برے ہوں گزر ہی جاتے ہیں۔) فرمایا کہ ”دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے“ (اُس زمانے میں طاعون پھیلا ہوا تھا) ”کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتا نہیں کہ کس وقت آ جائے گی پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اس کے اور اس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے۔ اس لئے پہلے مومن بنو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ، شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عمل درآمد کرنا تمہارا کام ہے۔“ (ملفوظات جلد6 صفحہ 146-145۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

غیروں کو سمجھائیں، عورتوں کو سمجھائیں یا بچوں کو سمجھائیں تو اس کے لئے خود بھی پاکبازی اور راستبازی کے نمونے دکھانے ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ ”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو۔“ (یعنی خاص توجہ پیدا نہ ہو) ”اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں، میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون اَدعیہ اور اَذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو۔ اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔“ (ملفوظات جلد6 صفحہ 146-145۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان میں باقاعدگی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی نمازوں کو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نمازوں میں لذت و سرور پیدا فرمائے۔ کبھی ہم اس میں سستی دکھانے والے نہ ہوں اور اس بات کی حقیقت کو ہم سمجھنے والے ہوں کہ آج دنیا کی آفات اور مصیبتوں سے ہم اسی وقت نجات پا سکتے ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

☆......☆......☆

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

از صفحہ نمبر 20.................................

حضور انور نے فرمایا: مجالس کو کہیں کہ اپنی تجنید ٹھیک کرو۔ اپنی عاملہ میں تجنید کا کوئی ایسا سیکرٹری بنائیں جو مجالس کے پیچھے پڑا رہے اور تجنید ٹھیک اور مکمل کروائے۔

حضور انور نے مہتمم اطفال کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ بچپن میں جو 15,14 سال کی عمر ہے اس میں نشہ وغیرہ کی عادت پڑتی ہے۔ اس عمر میں آپ لوگ خاص طور پر نظر رکھیں اور باقاعدہ ایک پلان بنائیں کہ کس طرح ان کی تربیت کرنی ہے۔ اس کام کے لئے اپنے ساتھ عاملہ میں یا اپنے نائب کے طور پر نوجوان مربیان میں سے کسی مربی کو رکھیں۔ دو مربیان ہو جائیں تو بہتر ہے۔ پھر ان کے مجالس کے دورے بھی کروانے ہوں گے۔ خاص طور پر جو 13 تا 15 سال کے بچے ہیں ان کو سنبھالنا بہت ضروری ہے۔ آپ اطفال میں سنبھال لیں گے تو پھر خدام الاحمدیہ میں جاکر تربیت کے شعبہ کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ محنت جو کرنی ہے بچپن میں کر دیں۔

مہتمم تعلیم کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اب چند دنوں تک خدام الاحمدیہ کا نیا سال شروع ہو رہا ہے اس لئے اپنا نئے سال کا پلان جلد بنالیں۔

مہتمم عمومی نے حضور انور کے استفسار پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جماعتوں میں جو ہمارے سنٹرز ہیں، مساجد ہیں وہاں اکثر سنٹرز میں خدام الاحمدیہ سیکیورٹی کی ڈیوٹی دیتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: جن جماعتوں میں بھی خدام موجود ہیں وہاں سنٹرز میں ڈیوٹی ہونی چاہئے۔

مہتمم تربیت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو پلان پہلے بنا ہوا ہے وہ لے لیں اور اس میں مزید جو اضافہ کرنا ہے اور اپنے پروگرام کے مطابق اس میں جو شامل کرنا ہے وہ کر کے صدر صاحب سے منظوری لے کر کام شروع کریں۔ تربیت بڑی اہم چیز ہے۔ تربیت اگر ہو جائے تو پھر جو باقی شعبے ہیں، شعبہ مال، تبلیغ اور جو دوسرے شعبے ہیں ان سب کی مدد ہو جاتی ہے۔ تربیت کا شعبہ سب سے اہم ہے۔

مہتمم اشاعت نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ گزشتہ سال ہمارا خدام کا رسالہ تین بار شائع ہوا تھا۔ اس سال چھ رسالے شائع کرنے کا پروگرام ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اس کا مطلب ہے ہر دو ماہ بعد شائع ہوگا۔

مہتمم تبلیغ کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے ساتھ تبلیغ کے لئے ایک ٹیم بنائیں۔ ٹیم کے بغیر کام نہیں ہوتا۔ تربیت والوں کو بھی ٹیم بنانا ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ لڑکے تبلیغ کے پروگراموں میں شامل کریں۔

مہتمم تبلیغ نے بتایا کہ خدام الاحمدیہ نے 43 بیعتیں کروائی تھیں۔ ان میں سے 26 کے ساتھ بڑا اچھا رابطہ ہے۔ جبکہ باقی کے ساتھ ابھی رابطہ نہیں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا جن لوگوں کے ذریعہ یہ بیعتیں ہوئی تھیں۔ ان کے ذریعے یہ رابطے قائم کریں۔ وہ بیعتیں کروانے والے انصار ہیں یا لجنہ ہے یا کوئی بھی ہے۔ ان کے ذریعہ رابطہ کرنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے مہتمم تربیت نومبائعین سے دریافت فرمایا کہ گزشتہ تین سال میں جو خدام کی بیعتیں ہیں وہ 54 ہیں۔ گزشتہ سال خدام کے ذریعہ جو 46 بیعتیں ہوئی ہیں ان میں سے خدام کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ حضور انور نے فرمایا: ان سب کے ساتھ آپ کا مستقل رابطہ رہنا چاہئے۔ ان کی تربیت کا ایسا پروگرام بنائیں کہ تین سال کے اندر یہ جماعت کی Main stream میں آ جائیں۔

حضور انور نے سیکرٹری تبلیغ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اپنا تبلیغ کا پلان بنائیں اور بڑا Ambitious پلان ہونا چاہئے اور اپنا بیعتوں کا ٹارگٹ کم از کم 100 رکھیں۔ مہتمم تبلیغ نے بتایا کہ ہم خدام کو تبلیغ کے لئے تیار کر رہے ہیں اور ایک پروگرام یہ ہے کہ خصوصی داعیان الی اللہ تیار کریں ان کی تعداد 260 ہے۔ اسی طرح ہم بعض سیمینارز کا بھی انعقاد کر رہے ہیں۔

محاسب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حسابات چیک کرتا ہوں۔ **حضور انور نے فرمایا:** محاسب کا کام یہ ہے کہ ہر تیسرے مہینہ حسابات کا پورا آڈٹ کیا کرے اور جو بل ہیں وہ محاسب سے پاس ہو کر جانے چاہئیں۔

مہتمم خدمت خلق نے عرض کیا کہ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ آئندہ سال ایک ہزار Blood Donor Units اکٹھے کریں۔

حضور انور نے فرمایا: خدام اپنی چیریٹی واک (Charity Walk) آرگنائز کریں۔ انصاراللہ اپنی علیحدہ چیریٹی واک کرے۔ جماعتی نظام یا ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ جو چیریٹی واک ہوتی ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن خدام نے اپنی علیحدہ چیریٹی واک آرگنائز کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یوکے میں خدام الاحمدیہ نے چیریٹی واک میں چار لاکھ پاؤنڈ کے قریب اکٹھا کر لیا تھا اور انصاراللہ نے اپنی چیریٹی واک میں قریباً پونے چار لاکھ پاؤنڈ اکٹھا کر لیا تھا۔ اگر یہاں بھی خدام کی اور انصار کی اپنی اپنی چیریٹی واک ہو تو بہت بہتر رزلٹ آ سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جب چیریٹی واک کے ذریعہ یہ رقم اکٹھی ہو تو پھر لوکل چیریٹیز اور نیشنل چیریٹیز کو دیں۔ اس موقع پر پریس اور میڈیا کو بلائیں تاکہ لوگوں کو پتہ لگے کہ احمدی نوجوان دنیا کے لئے خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنی کوئی مشہوری نہیں کرنی اور نہ کوئی اپنا احسان جتانا ہے اور نہ یہ چرچا کرنا ہے کہ ہم نے یہ پیسے اکٹھے کئے ہیں۔ پریس اور میڈیا کو اس لئے بلانا ہے کہ اسلام کا جو نام بدنام ہو رہا ہے اس کی صحیح تصویر پیش کرنی ہے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے نئے راستے کھلیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ان جگہوں پر بھی چیریٹیز کو رقم تقسیم کریں جہاں جماعت کا تعارف نہیں ہے اور جن جگہوں پر تعارف ہے وہاں بھی تقسیم کریں۔ حضور انور نے فرمایا: مختلف پروگراموں میں بہت سے لوگ آ کر مجھے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام کا پتہ نہیں ہے۔ یہ لوگ احمدیوں سے تعلقات کی وجہ سے فنکشن پر آتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے ان لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں وہ سطحی قسم کے ذاتی تعلقات ہیں۔ جو جماعت کا، اسلام کا تعارف ہے وہ آپ لوگ ان کو صحیح طرح نہیں دیتے۔ اگر صرف آپ کا ذاتی تعارف ہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اسلام کا تعارف اصل چیز ہے۔

مہتمم تجنید سے حضور انور نے تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر موصوف نے بتایا ہماری 4506 تجنید ہے۔

مہتمم مال نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ہمارے ریکارڈ میں شعبہ تجنید کی نسبت پندرہ، سولہ سو کی کمی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ مجالس میں اپنے منتظم تجنید کو فعال کریں جو گراس رُوٹ لیول پر جا کر تجنید مکمل کرے اس طرح آپ کی تجنید بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ نیز حضور انور نے فرمایا: آپ خود بھی مجالس کے دورے کریں۔ اسی طرح باقی ہر مہتمم بھی سال میں ایک یا دو دورے اپنی مجالس کے کرے اس طرح آپ کے منتظمین Active ہوں گے۔

مہتمم وقار عمل نے حضور انور کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا جو بھی جماعتی Events ہوتے ہیں ان کی تیاری اور Wind up خدام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بریڈفورڈ میں جو ہماری زمین ہے وہاں وقار عمل ہوتا ہے۔

مہتمم امور طلباء نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ طلباء کی تعداد 1209 ہے۔ یونیورسٹی میں 394 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ہائی سکول جانے والے طلباء کی تعداد سات سو ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ طلباء کو Encourage کریں کہ یونیورسٹیوں میں جایا کریں۔ خاص طور پر پاکستان سے آنے والے جو وہاں میٹرک، ایف اے کر کے آ رہے ہیں اور جو ریفیوجیز بن کے آ رہے ہیں ان کو بھی کہیں کہ پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ اسی طرح یہاں گریڈ 12 کرنے کے بعد بعض طلباء آگے نہیں پڑھتے۔ انہیں بھی توجہ دلائیں کہ وہ پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔

مہتمم صنعت وتجارت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: اپنی پلان بنائیں اور جو خدام فارغ بیٹھے ہیں انہیں کام پر لگائیں۔ فارغ بیٹھے ہوئے انٹرنیٹ دیکھتے رہتے ہیں اور گپیں مارتے ہیں اور بعض نشہ بھی کرتے رہتے ہیں اس وجہ سے نشہ بھی بڑھ رہا ہے اور غلط قسم کی حرکتیں بھی بڑھ رہی ہیں اور اسی لئے شادیاں ہونے کے بعد رشتے بھی ٹوٹ رہے ہیں۔ جو سوچ ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ہر شعبہ اگر اپنا اپنا کام کر رہا ہو تو ہر شعبہ ہی تربیت کا شعبہ بن جاتا ہے۔

مہتمم صحت جسمانی نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ خدام باسکٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے پاس یہ ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے خدام گیم کرتے ہیں۔ مجالس سے آپ کے شعبے کے حوالہ سے کیا رپورٹس آتی ہیں۔ آپ بھی نئے سال کا پلان بنائیں۔

مہتمم تحریک جدید کو حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ کے پاس کیا ریکارڈ ہے۔ خدام الاحمدیہ نے کتنا حصہ تحریک جدید میں ڈالا ہے۔ آپ نے کتنا مجموعی چندہ اکٹھا کیا ہے۔ جو آپ کا حصہ ہے۔ آپ کا Share ہے اس کا تو آپ کے پاس ریکارڈ ہونا چاہئے۔

بعدازاں چار معاونین صدر نے باری باری اپنے سپرد کام کے بارہ میں بتایا۔ اس کے بعد قائدین علاقہ جات نے باری باری بتایا کہ ان کے سپرد کون کون سے علاقے ہیں اور کتنے ریجن اور مجالس ہیں۔

حضور انور نے قائدین علاقہ اور ریجنل قائدین سے فرمایا کہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ خدام کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ تربیت کر لیں تو باقی سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔

سوالات کے جواب

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عاملہ کے ممبران کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆......**اس کے بعد ایک خادم نے سوال کیا کہ جو الیکشن campaigns میں بعض سیاستدانوں کو سپورٹ کیا جاتا ہے ان میں سے بعض politicians نے علی الاعلان کہا ہوتا ہے کہ ہم gay یا lesbian ہیں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ ان کو ووٹ نہ دیں۔ آپ نہ تو ان کی مخالفت کریں اور نہ ہی انہیں support کریں۔ ایسے کسی امیدوار کے مقابلہ پر کوئی اچھا candidate آ جاتا ہے جو شریف ہے تو پھر اس کی support کرنی چاہئے۔ کسی کو support کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے کی مخالفت ہو رہی ہے۔ دوسرے کی مخالفت کئے بغیر بھی support ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر سارے ہی ایک جیسے ہیں تو پھر ہر ایک نے اپنا اپنا فیصلہ کرنا ہے۔ اس میں زیادہ involve ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آپ زیادہ involve ہوتے ہیں تو نقصان ہی ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لیکن لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ ایسے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں؟ سویڈن میں بھی مجھ سے کسی نے یہی پوچھا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں ایسے لوگوں سے نفرت تو نہیں کرتا اور نہ ہی میں انہیں مسجد میں آنے سے روکتا ہوں۔ اگر کوئی نماز پڑھنے آتا ہے تو بیشک آئے۔ Love for all کا نعرہ یہی ہے کہ مجھے ان لوگوں سے ہمدردی ہے اور ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اگلے جہان کے عذاب سے بچاؤں یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچاؤں۔ لڑکے یہ سوال بھی کر دیتے ہیں کہ آپ کا تو نعرہ ہے Love for All Hatred for None پھر ان لوگوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ ڈنمارک میں بھی مجھ سے ایک جرنلسٹ نے یہی سوال کیا تھا۔ میں نے یہی کہا تھا کہ ہمیں ہر ایک سے ایک جیسا پیار نہیں ہو سکتا۔ ایک ماں کو جو اپنے بچہ سے پیار ہو سکتا ہے اس کو اپنے بھائی سے نہیں ہو سکتا۔ باپ سے جو پیار ہے وہ سسر سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہر ایک سے پیار کا اپنا اپنا معیار ہے۔

حضرت علیؓ کے بیٹے نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو مجھ سے پیار ہے؟ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ ہاں۔ بیٹے نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے بھی آپ کو پیار ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ ہاں۔ اس پر بیٹے نے کہا تو پھر دو پیار اکٹھے کس طرح ہو گئے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب اللہ کا پیار آئے گا تمہارا پیار پیچھے چلا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ بیٹے سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ تو اصل بات کو سمجھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ہمارے پیار کا معیار یہ ہے کہ ہمیں ہمدردی ہے اور اس ہمدردی کی وجہ سے ہم نہیں چاہتے کہ ایک چیز جو ہمارے نزدیک بری ہے اسے دوسرے کے لئے پسند کریں۔ میرا تم سے پیار اور ہمدری کا تقاضا یہی ہے کہ میں تمہیں اس چیز سے بچاؤں جو میرے نزدیک تمہیں نقصان پہنچائے گی۔ اور میرے ایمان کے مطابق تمہارا ان غلط حرکتوں میں ملوث ہونا تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ یہ چیز اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو نہیں کہا تھا کہ آپ ان لوگوں کو ماریں اور قتل کریں۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو سفارش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو چھوڑ دے۔ اس کے باجود بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ کر دیا۔ لیکن جو بھی عذاب دیا اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ یہ اللہ کا معاملہ ہے۔ ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بتائیں کہ یہ غلط چیز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے پتہ ہے کہ اکثر لوگ جب سے یہ قانون پاس ہونے شروع ہوئے ہیں صرف فیشن کے طور پر ایسے کلبوں میں جانے لگ

گئے ہیں۔ انگلستان میں بھی انگریزوں کے کئی کیسز میرے سامنے آئے ہیں۔ خود بتاتے ہیں کہ پہلے اچھے بھلے شریف آدمی تھے لیکن جب سے کلب بنے غلط حرکتوں میں پڑ گئے حالانکہ شادی شدہ، بیوی بچوں والے ہیں۔ اسی طرح بعض احمدیوں میں بھی ایسے لڑکے تھے جن کو یہ بیماری تھی۔ میں نے پہلے ان کو سمجھایا اور پھر ان کا علاج کروایا تو وہ ٹھیک ہو گئے ہیں بلکہ ان کی شادی بھی ہوگئی اور میاں بیوی کے تعلقات بھی ٹھیک ہیں۔ لیکن وہ خود بھی determined تھے کہ ہم نے علاج کرانا ہے، ہم نے اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہے۔ تو اس کا نفسیات سے بڑا تعلق ہے۔ آپ لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ بغیر شرمائے اس بات کو صحیح طرح لوگوں کے ذہنوں میں بٹھائیں۔ ہمارے لوگ فوراً شرمانے لگ جاتے ہیں۔ یا تو جواب نہیں دیں گے یا پھر سختی کریں گے۔ اس لئے آپ کو ایسی ٹیم بنانی پڑے گی جو نہ سختی کرنے والی ہو اور نہ شرمانے والی ہو۔ بیچ کا راستہ نکالنا ہوگا۔

☆......اس کے بعد ایک خادم نے سوال کیا کہ خدام کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہے۔ ہم نے کوشش تو کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بہت ساروں میں رجحان نہیں ہے کیونکہ بعض کتابیں مشکل ہیں۔ ساری کتابیں انگلش میں ترجمہ بھی نہیں ہوئیں۔ اس لئے تعلیم کے شعبہ کو چاہئے کہ Essence of Islam میں سے مختلف topics کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات نکال کر اپنا ایک نصاب بنا لیں۔ وہ لڑکوں کو پڑھنے کے لئے دیں تاکہ ان میں رجحان پیدا ہو۔ پھر انہیں بتائیں کہ یہ ریفرنس فلاں فلاں کتابوں میں مل سکتا ہے۔ تو اس طرح دلچسپی پیدا کرنے سے رجحان بڑھے گا۔ ہر ایک کے اپنے اپنے دلچسپی کے مضمون ہوتے ہیں۔ تو ہر ایک کو دیکھنا ہوگا۔ اگر ہر لیول پر کام ہو رہا ہو اور خدام الاحمدیہ grass root لیول پر بھی active ہو تو ہر ایک زعیم یا منتظم یا ناظم اپنے خدام کے مطابق اقتباسات نکال سکتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہاں کے پڑھے لکھے لڑکوں کا رجحان کیا ہے؟ آپ لوگ ایک کتاب رکھ دیتے ہیں کہ اس کو پڑھ لو۔ ہم اس کا امتحان لیں گے۔ تو وہ پھر امتحان کی خاطر ہی پڑھتے ہیں، ان کو دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر طبقہ کو مدِ نظر رکھ کر سلیبس بنائیں۔ بعض لوگ یہاں نئے آرہے ہیں۔ ان میں سے بعض پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ ان کو انگلش بھی نہیں آتی۔ تو ایسے لوگوں کو کوئی اَور کتاب دے دیں۔ ہر ایک کا اس کے لیول کے مطابق مختلف سلیبس ہو۔ پھر ان کے امتحان لیں گے تو دلچسپی بھی پیدا ہوگی اور فائدہ بھی ہو جائے گا۔ کچھ نہ کچھ دینی علم بھی بڑھے گا۔ بجائے اس کے کہ ایک کتاب لے کر اس کے پیچھے چل پڑیں، ہر ایک کی نفسیات کے مطابق اور اس کی علمی حیثیت کے مطابق سلیبس بنائیں تاکہ وہ اس کو پڑھے۔ یہاں آپ ایک ہی اصول نہیں چلا سکتے۔ پاکستان میں ایک اصول چل جاتا تھا کیونکہ وہاں سارے لوگ ایک ہی لیول کے ہیں۔ یہاں خدام کو زیادہ سے زیادہ involve کرنے کے لئے نئے نئے طریقے explore کرنے ہوں گے۔ جو لڑکے یہاں پلے بڑھے ہیں ان سے مشورہ کیا کریں اور ان کو ٹیم میں شامل کریں۔ ان سے مشورہ کرکے پھر تعلیمی سلیبس اور امتحانوں کا طریقِ کار بنائیں۔ یہ نہ ہو کہ ہمارے بڑوں نے یہ مشورہ دیا تھا اس لئے ایسے ہی کرنا ہے۔ بڑوں کی سوچ اور ہے اور جو یہاں پیدا ہوئے ہیں یا جو پچیس تیس سال سے یہاں رہ رہے ہیں ان کی سوچ اور ہے۔ سات آٹھ سال کی عمر میں جو لڑکا آیا تھا اس کی سوچ اور ہوگی اور اس کے بڑے بھائی کی سوچ اور ہوگی چاہے دونوں خادم ہی ہوں۔ آپ بڑے بھائی کو اور طریق سے deal کریں گے اور چھوٹے کو اور طریق سے۔

☆......اس کے بعد ایک خادم نے سوال کیا کہ ہم خدام کو پروگراموں میں شرکت کرنے کے لئے encourage بھی کرتے ہیں لیکن عموماً یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ پچاس فیصد تو شامل ہوتے ہیں لیکن باقی خدام ویسٹرن سوسائٹی میں بہت زیادہ indulge ہو چکے ہیں اور اپنی Jobs میں busy رہتے ہیں۔ اس حوالہ سے کیا کرنا چاہئے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ان کے interest کے لئے آپ کو کوئی نہ کوئی طریق نکالنا پڑے گا۔ بعضوں کو کھیلوں کے ذریعہ سے، بعضوں کو tournaments کے ذریعہ سے، بعضوں کو سائیکلنگ کے ذریعہ سے قریب لانا پڑے گا۔ یوکے والوں نے cycling club اور اس طرح کی activities شروع کی ہیں۔ اس میں خدام کی involvement ہوئی ہے۔ پھر صدر مجلس اور نائب صدران کا بھی کام ہے وہ زیادہ سے زیادہ دورے کریں۔ اپنے ساتھ یہاں کے جامعہ کے senior student یا یہاں کے پڑھے ہوئے مربیان کو لے کر جائیں۔ ان کے ساتھ سوال و جواب کی مجالس لگائیں۔ یہ تو ایک مسلسل کوشش ہے۔ ایک دن میں تو آپ کسی میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔

☆......اسی خادم نے دوسرا سوال کیا کہ چونکہ یہاں نمازوں کے ٹائم frequently change ہوتے ہیں اسلئے پنج وقتہ نماز کی عادت کو قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سردیوں میں تو ویسے ہی ظہر اور عصر جمع ہو جاتی ہے۔ اس کا تو ایک fixed وقت ہوتا ہے۔ ایک بجے، ڈیڑھ بجے، دو بجے یا جو بھی آپ نے رکھنا ہے۔ فجر کا وقت تبدیل ہو رہا ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی خاص موسموں میں بڑی جلدی جلدی change ہو رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عشاء کا وقت بھی fix کر سکتے ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ سردیوں میں جلدی ہی وقت رکھنا ہے۔ اتنی جلدی تو کسی نے جا کر سونا نہیں ہوتا۔ لندن میں بھی عشاء کا وقت عموماً آٹھ، ساڑھے آٹھ کے درمیان گھوم رہا ہوتا ہے۔ اگر 5 بجے سورج ڈوب گیا ہے تو ڈوبنے دیں۔ مغرب 5 بجے پڑھ لیں، عشاء 8 بجے پڑھیں۔ گرمیوں میں عشاء ساڑھے دس بجے ہوتی ہے تو صرف مئی اور جون کے دو ہی مہینہ ہوتے ہیں۔ آگے جولائی میں پھر تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دو یا اڑھائی مہینے ہی ایسے ہوتے ہیں جہاں اوقات frequently change ہو رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نمازوں کے وقت تو ہم تبدیل نہیں کر سکتے۔ یہ تو ذمہ داری ہے۔ احساس پیدا کرنا پڑتا ہے جو آپ لوگوں نے پیدا کرنا ہے۔ اسی لئے تو خدام الاحمدیہ کی تنظیم بنائی ہے۔ یہ احساس پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش کا مقصد عبادت بتایا ہے۔ اس کو ہم نے سمجھنا ہے۔ بے شک دنیا میں بہت زیادہ ڈوب گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنا ہے۔ نوجوانوں کو یہ قیادت اسی لئے دی گئی تھی کہ نوجوان اپنے لڑکوں کو سنبھال سکیں۔

☆......اس کے بعد ایک خادم نے سوال کیا کہ تربیتی اور تعلیمی حوالہ سے کافی مسائل ہیں لیکن خدام الاحمدیہ کی جو کریم ہے وہ جامعہ احمدیہ میں ہوتی ہے لیکن ان کا اپنا شیڈول بھی اتنا tight ہوتا ہے کہ ہمیں ان سے help لینے میں مشکل پیش آتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کے ویک اینڈ تو فارغ ہوتے ہیں۔ ویک اینڈ پر انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں تو 40-35 مربیان ہو چکے ہیں۔ آپ ان کے پروگرام بنا سکتے ہیں۔ آج سے چار سال پہلے تو آپ کہہ سکتے تھے کہ یہاں مربیان کی کمی ہے۔ اب تو صرف بہانہ ہے۔ مربیان کو involve کریں۔ ان کو تو وقت دینا چاہئے اور جو نہیں دیتے ان کے بارہ میں مجھے لکھیں۔ اکثر مربیان جو یہاں یا یوکے یا جرمنی جامعہ سے پڑھے ہوئے ہیں میں ان کو کہتا ہوں کہ مہینہ میں بیوی بچوں کے لئے ایک weekend ملے گا۔ باقی تین weekends بہرحال جماعت کو دینے ہیں۔ یہاں بھی دو بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی اپنے ساتھیوں کو جا کر بتا دیں گے۔

☆...... ایک خادم نے سوال کیا کہ کینیڈا میں جو مربیان ہیں وہ زیادہ مبلغ ہیں یا مربی ہیں؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مربی اور مبلغ ایک ہی چیز ہے۔ جب وہ آپ کی اصلاح کر رہا ہے تو وہ مربی ہے۔ جب وہ باہر جا کے کسی کو تبلیغ کر رہا ہے، اسلام کے بارہ میں بتا رہا ہے تو وہ مبلغ ہے۔

☆...... ایک خادم نے سوال کیا کہ کئی نو مبائعین سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جن کے ذریعہ سے بیعتیں ہوتی ہیں وہ کام نہیں کرتے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایسے لوگ دس، پندرہ یا بیس percent ہوتے ہیں لیکن اکثریت تعاون کرتی ہے اور جواب دیتی ہے۔ آپ بھی ایک دو دفعہ کہتے ہیں اور پھر تیسری دفعہ کہتے ہیں کہ یہ تو مصیبت ہے، اب میں نہیں کہوں گا۔ حالانکہ خدام الاحمدیہ کا کام ہے کہ مستقل کوشش کرتے چلے جانا۔ کوشش کرتے رہیں۔ ان کو کہیں چلیں آپ نے رابطہ نہیں رکھنا تو ہمیں بتا دیں، ہمیں اس کا نمبر دے دیں۔ ہم خود رابطہ رکھ لیں گے۔

☆......ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور انور کی آمد سے کافی زیادہ نو مبائعین پروگراموں میں شامل ہوئے ہیں۔ تو درخواست ہے کہ اگر حضور انور ہر سال دورہ کریں تو آپ کی آمد کی وجہ سے کافی لوگ آجائیں گے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سال میں 365 دن ہوتے ہیں اور 209 ملک ہیں۔ اگر میں ہر ملک میں ہر سال جاؤں تو پھر بیٹھ کر کوئی کام نہیں کروں گا۔ اس طرح تو میں 250 دن ملک سے باہر ہی رہوں گا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ویسے اتنا بھی کوئی خاص اثر نہیں ہو رہا۔ پیس ویلج میں 525 خدام اور 400 انصار ہیں جو کہ تقریباً 900 بن جاتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے یہاں اس مسجد میں 650 سے 700 نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ویسے آج ویک اینڈ کی وجہ سے حاضری کچھ بہتر تھی۔ تو اگر یہ سب لوگ آجائیں تو مسجد بھری ہونی چاہئے بلکہ overflow ہونا چاہئے۔ لیکن صبح فجر کی نماز پر آخری دو تین صفیں خالی ہوتی ہیں۔ تو میرے یہاں آنے سے کتنا فرق پڑا ہے؟ دو تین دن تک تو حاضری ٹھیک تھی پھر چوتھے دن لوگوں نے کہا کہ اب روز اتنا تردد کون کرے۔ اگر میں زیادہ دن یہاں رہوں تو میرا خیال ہے آہستہ آہستہ حاضری اور کم ہو جائے گی۔ تو یہ سوچ ہی غلط ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ سوچ پیدا کرنی چاہئے کہ نمازیں پڑھنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھنی ہیں نہ کہ کسی شخص کی خاطر۔ ٹھیک ہے ایک attraction تو ہوتی ہے۔ لوگ باہر سے بھی آجاتے ہیں۔ جب میں جرمنی جاتا ہوں (حالانکہ وہاں زیادہ frequent جاتا ہوں) تو لوگ گرمیوں میں بھی چالیس چالیس کلومیٹر دور سے صبح فجر کی نماز پڑھنے آجاتے ہیں جب نماز بھی 4 بجے ہو رہی ہوتی ہے اور رات کو دس، ساڑھے دس بجے عشاء کی نماز پڑھتے ہیں۔ پتہ نہیں انہیں سونے کا وقت ملتا ہے یا نہیں۔ لیکن یہاں کینیڈا میں تو قریب قریب کی جو جماعتیں یا مجالس ہیں وہاں سے بھی نہیں آتے۔ تو یہ تو سوچ کی بات ہے۔ یا تو یہ ہو کہ مجھے نظر آرہا ہو کہ آخر تک صفیں بھری ہوئی ہیں۔ لیکن آپ لوگ تو تین ہفتے میں بدل گئے۔ اگر سارے خدام آجائیں تو پھر آخری دو صفیں صرف خالی رہنی چاہئیں۔ اس لئے آپ لوگ خود بھی کوشش کریں۔ سارا کچھ مجھ پر نہ ڈال دیں۔

☆...... ایک خادم نے عرض کیا کہ اگر کوئی خادم drug میں ملوث پایا جاتا ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ ان کو قریب لانا چاہئے۔ اپنے خدام یا عہدیدار جو مضبوط کریکٹر کے ہیں اور جن کا اپنا ایمان بھی مضبوط ہے اور یہ بھی پتہ ہے کہ وہ ان کی دوستی میں نشہ میں نہیں چلے جائیں گے ان کو اس میں involve کریں۔ ٹیمیں بنائیں جو اُن کو قریب لانے کی کوشش کریں۔ لیکن ان کو under observation رکھنا ہے۔ پوری vigilance ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ وہ آکر چار اور لوگوں کو نشہ میں ڈال دے۔

☆...... ایک خادم نے عرض کیا کہ ہمیں parents کی طرف سے سپورٹ نہیں ملتی۔ جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ آپ کا بیٹا نمازوں پر نہیں آرہا تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ لائف busy ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** والدین کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر طفل ہے تو وہ اور بات ہے۔ پھر تو والدین سے ہی کہیں گے۔ لیکن اس کے بعد وہ parents کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ والدین نے کیا کرنا ہوتا ہے؟ انہوں نے تو اپنی شرمندگی بچانے کے لئے یہی کہنا ہے کہ life busy ہے۔ خدام کے ساتھ آپ کا اپنا personal contact ہونا چاہئے۔ یہ شکایتیں کرنے کی عادت چھوڑیں۔ جو شخص بیمار ہے اس کا علاج کریں۔ Parents کو صرف بتا دیں کہ یہ مسئلہ ہے۔ باقی اُن سے یہ کہنا کہ تم اپنے بچوں کو کچھ کہو تو انہوں نے کوئی نہیں کہنا اور نہ وہ کہہ سکتے ہیں بلکہ آگے الٹے جواب دے دیتے ہیں۔ اگر سارے شریف ہوتے تو پھر آپ کی ضرورت کیا تھی؟ آپ سے مراد خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہے۔

☆......ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور ہم نے ایک ادارہ قائم کیا ہے جہاں ہم خدام کو certification وغیرہ کی ٹریننگ دیتے ہیں۔ اسے کس طرح مزید فعال بنایا جائے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مجھے تو نہیں پتہ آپ لوگ کس طرح کام کر رہے ہیں۔ لیکن جیسے بھی کر رہے ہیں وہاں خدام کو ہر قسم کا ہنر سکھائیں۔ جو پڑھائی نہیں کر سکتے ان کو کوئی نہ کوئی skill سکھانی چاہئے تاکہ وہ کسی profession میں چلے جائیں۔ کارپنٹر ہے، پلمبر ہے، مکینک ہے، الیکٹریشن ہے یا آٹو مکینک ہے اس طرح کے ہنر سکھاتے رہیں تاکہ انہیں کوئی job ملے۔

☆...... ایک خادم نے عرض کیا کہ یہاں

marijuana کو legalize کرنے لگے ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** امریکہ والے بھی marijuana کو legalize کرنے لگے ہیں اور یہاں بھی شاید کچھ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ہالینڈ میں بھی ساری drugs جائز ہی ہیں لیکن وہاں ہمارے لڑکے اتنے involve نہیں ہیں۔شاید 10 فیصد ہوں لیکن 80% نہیں ہیں۔ یہ تو آپ لوگوں کو کوشش کرنی پڑے گی۔

☆...... **اس کے بعد ایک خادم نے sex education کے حوالہ سے دریافت کیا۔**

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایک تو یہ ہے کہ پرائمری کے بچوں کو اتنا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو گھروں میں ماں سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ماں کو اگر پتہ ہو تو جواب دے دیتی ہے کہ یہ غلط ہے۔لیکن اکثر مائیں کہتی ہیں کہ چپ کر جاؤ، ہمیں نہیں پتہ۔ ایک تو جب تک مائیں educate نہیں ہوں گی اس وقت تک بچوں کو نہیں سنبھالا جا سکتا۔ باقی جہاں تک بڑے بچوں 13، 14 سال کی عمر کے بچوں کا سوال ہے تو آپ ان کو سیکس ایجوکیشن نہ بھی دیں تو جب وہ بالغ ہوتے ہیں تو یہاں ان کو ویسے ہی پتہ لگ جاتا ہے۔تیرہ چودہ سال کی عمر میں اکثر بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو جب یہاں سکولوں میں آپس میں ملتے جلتے ہیں تو انہیں ویسے ہی sex کا سارا پتہ ہوتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس لئے بتاتے ہیں کہ اس کے نقصانات کا پتہ ہو۔ لڑکی کو کہہ دیتے ہیں کہ تم نے pregnant نہیں ہونا۔ یہ نہیں کہتے کہ تم نے sex نہیں کرنا۔صرف Pregnant نہیں ہونا باقی جو مرضی کرو۔تو اس قسم کی باتوں کے حوالہ سے ان کی شروع میں ہی تربیت ہونی چاہئے ۔ یہ ناصرات اور لجنہ کا بھی کام ہے اور خدام الاحمدیہ کا بھی کام ہے کہ بچوں کی شروع میں ہی تربیت کریں۔اسی طرح گھروں میں ماؤں کا بھی کام ہے۔

☆...... **ایک خادم نے عرض کیا کہ انہوں نے یہ آپشن دی ہوئی ہے کہ اگر آپ اپنے بچوں کو ان کلاسوں سے نکالنا چاہیں تو نکال لیں۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر option ہے تو پھر آپ نکالنا چاہیں تو نکال لیں۔ جہاں کر سکتے ہیں وہاں کر لینا چاہئے۔لیکن سارے والدین کو بھی تو ان باتوں کی awareness ہونی چاہئے۔ والدین بھی اور خدام الاحمدیہ بھی یہ awareness پیدا کریں۔اکثر تو بچوں کو پتہ نہیں لگتا۔ ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ بلکہ انگریزوں کو بھی نہیں آ رہی ہوتی۔لیکن جب تیرہ چودہ سال کی عمر آتی ہے تو آپ ان کو نہ بھی پڑھائیں تو یہ اپنے دوستوں سے جن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، فلمیں دیکھنے سے اور اب تو ہر ایک کے پاس cell phone میں سب کچھ آ رہا ہوتا ہے۔تو وہ ان چیزوں سے پتہ کر لیتے ہیں بلکہ آپس میں discussion کر کے ہی ان کے خیالات بدل رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو آپ لوگوں نے زیادہ کوشش کرنی ہے ۔ والدین کو بتائیں۔ جو والد خدام الاحمدیہ میں ہیں ان کو بھی بتائیں کہ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ attach کریں اور انہیں بتائیں کہ یہ یہ برائیاں ہیں۔ اگر والدین ہی ان چیزوں میں ملوث ہیں تو بچوں کی کیا تربیت کریں گے؟ بڑوں اور چھوٹوں دونوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

☆...... **ایک خادم نے عرض کیا کہ یہاں marijuana کی دکانیں کھلنا شروع ہو گئی ہیں اور بآسانی مل جاتی ہے۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دکانیں تو اب کھلیں گی۔ اسی لئے تو لڑکے زیادہ پی رہے ہیں۔آپ نے لڑکوں کو سنبھالنا ہے۔آپ دکانیں تو نہیں بند کرا سکتے۔ یہی کوشش کرنی ہے کہ سب کو بچپن سے سنبھالیں۔ میں نے یہی تو کہا ہے کہ بچپن سے کوشش کرتے چلے جائیں۔ اطفال الاحمدیہ میں بھی اور خدام الاحمدیہ میں بھی ۔اور والدین کو بھی اس کے نقصانات کے بارہ میں وقتاً فوقتاً سرکلر جاتا رہنا چاہئے۔کوشش تو تب ہی ہوگی جب بار بار مختلف طرز پر یاد دہانیاں ہوں گی۔اس کے باوجود اگر کوئی نشہ میں پڑے گا تو اسے خود ہی اس کے نقصانات کا پتہ لگ جائے گا۔ اب ہالینڈ میں بھی یہ کھلے عام ملتی ہے لیکن وہاں تو سارے نشہ نہیں کر رہے ہوتے۔تو اس حوالہ سے آپ لوگوں نے کوشش کرنی ہے ۔ ہر کیس کو دیکھ کر اصول بنالیں اور گائیڈ لائن draw کرلیں کہ اس کا کس کس پر اور کس طرح اطلاق کرنا ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ آپ نے ہر انفرادی کیس کو کس طرح deal کرنا ہے۔ اس کیلئے تربیت کے شعبہ کو بہر حال فعال ہو کر کام کرنا ہوگا۔

☆......اس کے بعد **صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے عرض کیا کہ کیا خدام الاحمدیہ کو dedicatedly کوئی مربی لینے کی اجازت مل سکتی ہے؟**

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اگر خدام الاحمدیہ کو ضرورت ہے کہ وہاں کسی مبلغ کی appointment ہو تو باقاعدہ لکھ کر دیں۔ اب میں نے یوکے میں وہاں اعتماد کے شعبہ کو ایک مربی دے دیا ہے۔اجازت کا سوال نہیں ہے۔اس کے لئے درخواست لکھیں کہ یہ ہماری درخواست ہے۔آپ لکھ کر دیں تو میں دیکھوں گا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ دو بجکر تیس منٹ پر ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

....

بعد ازاں پروگرام کے مطابق پانچ بجکر پچاس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر تشریف لائے جہاں نیشنل مجلس عاملہ جماعت کینیڈا، نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیڈا، جلسہ سالانہ کے شعبہ جات اور دوسرے مختلف جماعتی عہدیداران اور شعبہ جات نے درج ذیل 31 گروپس کی صورت میں حضورانور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

قافلہ ڈرائیورز، GTA سیکشن، جلسہ سالانہ ناظمین، رابطہ ناظمین، خدمت خلق ناظمین، جلسہ گاہ ناظمین، مربیان کرام، مشن ہاؤس سٹاف اور مختلف شعبہ جات کے کارکنان، نیشنل مجلس عاملہ جماعت کینیڈا، MTA اینڈ آڈیو ٹیم، نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ، احمدیہ گزٹ ٹیم، پرائیویٹ سیکرٹری اینڈ تبشیر Correspondence ٹیم، مجلس عاملہ پیس ولیج، مجلس عاملہ جماعت Vaughan، مجلس عاملہ جماعت Weston، مجلس عاملہ جماعت Brampton، مجلس عاملہ جماعت Mississauga، احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن، مجلس انصار سلطان القلم، AMJ Inc، حفاظت خاص ٹیم، میڈیا ٹیم، قضا بورڈ، پچاس سالہ کھیلوں کے مقابلہ جات باسکٹ بال ونر ٹیم، فٹ بال ونر ٹیم، مختلف مقابلہ جات کے ونرز، نیشنل جنرل سیکرٹری ڈیپارٹمنٹ، Refugee Settlement ٹیم، عمومی والنٹیئرز، خدمت خلق پارکنگ ٹیم، خدمت خلق سیکیورٹی ٹیم۔

....

فیملی ملاقاتیں

تصاویر کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف لے آئے۔ جہاں فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں بارہ خاندانوں کے 52 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان سبھی افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سات بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ کا آغاز ہوا۔

....

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنرل سیکرٹری صاحب سے جماعت کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔جس پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ کینیڈا میں کُل 45 جماعتیں ہیں اور 8 امارتیں ہیں اور سب جماعتوں سے باقاعدہ رپورٹیں آتی ہیں۔

☆...... اس کے بعد کینیڈا کے نائب امیر خلیفہ عبدالعزیز صاحب نے حضورانور کے استفسار پر بتایا کہ ان کے سپرد دفتری، تبلیغ اور فائنانس کا کام ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے معاونین بھی ہیں؟ جس پر انہوں نے بعض نام بتائے۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ یہ تو سب بوڑھے ہیں۔ آپ نے سارے ایسے ہی رکھے ہوئے ہیں؟

نیز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ: ان کو تین نائبین دیں جن کی عمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان ہو۔ مجھ سے منظوری لیں ۔ سیکنڈ لائن تیار کریں۔ یہ کوئی کمال نہیں کہ ہم بڑا کام کر رہے ہیں۔کمال یہ ہے کہ اپنے پیچھے trained لوگ چھوڑ کر جائیں۔ جو آپ سے زیادہ کام کرنے والے ہوں۔

☆...... بعد ازاں **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کینیڈا کے سیکرٹری تبلیغ سے استفسار فرمایا کہ آپ نے تبلیغ کا پلان کیا بنایا ہے؟**

اس پر **سیکرٹری صاحب تبلیغ** نے عرض کیا کہ ہر پاکستانی کو ایک ہفتہ تبلیغ کے لئے کہا گیا ہے۔ حضورانور کا ارشاد تھا کہ جو امیگرنٹ ہیں یا جو refuge claimant ہیں وہ شکرانے کے طور پر ایک ہفتہ تبلیغ کیلئے صَرف کریں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پاکستانی اور غیر پاکستانی کی پابندی کیوں ہے؟ شکرانہ تو ہر ایک نے دینا ہے چاہے وہ امیگرنٹ ہے یا کسی skill labour کی کیٹگری میں آیا ہے، یا ریفیوجی بن کر آیا ہے۔ شکرانہ تو ہر ایک کو ادا کرنا پڑے گا۔ کون ہے جس کو حکومت کینیڈا نے دعوت نامہ بھیجا کہ تم یہاں آ جاؤ ہم تمہارے بغیر چل نہیں سکتے۔ آدھے امیگرنٹس تو وہ کام ہی نہیں کرتے جس کام کی وجہ سے انہیں امیگریشن ملی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر، انجینئر یا کسی اور کام کی امیگریشن لے کر آتے ہیں لیکن یہاں آ کر ٹیکسیاں چلاتے ہیں اور اس میں بھی ٹیکس بچاتے ہیں۔انہیں تو شکرانہ ادا کرنا چاہئے۔اس لئے ان کو بھی تبلیغی پروگراموں میں شامل کریں۔ میں نے دیکھا ہے یہاں دنیاداری زیادہ ہو گئی ہے۔ دنیاداری کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ایک طرف آپ لوگ اچھے اچھے بلند آواز میں نعرے لگا رہے ہوتے ہیں دوسری طرف جو عملی کام ہے اس میں کافی سستی ہے۔تین چار سال پہلے آپ نے تبلیغ کا ایک مرتبہ پلان بنایا تھا۔ میں نے دو چار دفعہ آپ کی تعریف بھی کر دی کہ دور دراز علاقہ میں گئے اور چرچوں میں جا کر پروگرام کئے۔مگر چرچوں میں ایک دو دفعہ گئے اور مخالفت ہوئی تو آپ لوگوں نے تبلیغ کا پروگرام ختم کر دیا۔

اس پر سیکرٹری صاحب تبلیغ نے عرض کیا کہ اب اسے پھر شروع کیا ہے۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تین سال تو یہ معاملہ ٹھنڈا رہا۔اگر کیا بھی ہے تو کم از کم مجھے رپورٹیں نہیں آئیں۔ اس سے پہلے غالباً زیادہ رپورٹیں آتی رہی ہیں۔ نارتھ میں بھی چلے گئے۔ دور دور تک سفر بھی کر لئے۔بعض چرچوں میں بھی چلے گئے۔لیکن اس کا follow up کوئی نہیں ہوا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تبلیغ کا تو تبھی فائدہ ہے جب باقاعدہ ہو۔افریقہ میں مبلغین تھے وہ جب ایک جگہ جاتے تھے اور وہاں جماعت قائم کرتے تھے تو پھر وہاں پیدل جایا کرتے تھے اور مستقل رابطے رکھتے تھے۔اب ہم نے بہت سی بیعتیں اس لئے ضائع کی ہیں کہ وہاں follow up کوئی نہیں۔اب وہاں follow up شروع ہوا ہے اور دوبارہ رابطے بننے شروع ہوئے ہیں، جماعتیں بننا شروع ہوئی ہیں۔ ہر جگہ یہی حال ہے۔ یہ اصول تو ہر جگہ چلے گا۔تبلیغ کا ایسا پروگرام بنائیں کہ ہر کوئی لیفلیٹس تقسیم کرے جس سے جماعت کا تعارف بڑھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ایک دفعہ جماعت کے پیغام کا ابتدائی لیفلیٹ دے دو کہ ہم جماعت احمدیہ کا یہ پیغام دیتے ہیں۔ بلکہ اس کے بعد ایک اور لیفلیٹ آنا چاہئے تھا جس میں مزید تعارف ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر آنا چاہئے تھا۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مختلف علاقوں کے لئے، مختلف نوعیت کے لوگوں کے لئے ، ان کی نفسیات کو دیکھ کر لیفلیٹ بنانے چاہئیں۔ پھر دوسرے پروگرام بھی ہیں اور دوسرے Brochure ہیں وہ شائع ہونے چاہئیں۔ ہر ایک کو ملنے چاہئیں۔تبلیغ میں صرف مذہب کو سامنے رکھ کر تبلیغ نہ کریں۔ اب تو دہریوں کی تعداد مذہب والوں سے زیادہ ہو گئی ہے۔ ان کو سامنے رکھ کر تبلیغ کے پروگرام بنائیں۔ دہریہ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ پکے مسلمان ہیں یا نہیں؟ یا آپ کا اللہ سے تعلق ہے یا نہیں؟ آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں؟ یا عیسائیت یا اسلام سچا ہے یا نہیں؟ اس کو تو اس سے غرض ہے کہ خدا ہے یا نہیں۔ اور ہم نے یہی چیز اس کو بتانی ہے۔ اس لئے مختلف طبقوں کے لحاظ سے تبلیغی پروگرام بنائیں۔ آپ لوگ ایک پمفلٹ کو لے کر اس کو تقسیم کرتے گئے ۔ تین لاکھ، چار لاکھ، پانچ لاکھ، ایک ملین کر لیا۔ اس کے بعد میں نے جو کہا تھا کہ اگلا پمفلٹ آنا چاہئے، وہ آیا نہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے یہی کہا تھا کہ کچھ لیفلیٹس امن اور اسلام کے بارہ میں ہونے چاہئیں اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

دعویٰ کے بارہ میں ہوں تا کہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو۔ یہ لوگ جونہیں مانتے، وہ اس لئے نہیں مانتے کیونکہ ان کو اللہ کی ذات کا کچھ تجربہ نہیں۔ غالباً Ottawa میں کوئی شخص آیا ہوا تھا جس نے کہا کہ مجھے خدا پر کوئی یقین نہیں۔ لیکن میری باتیں سننے کے بعد کہنے لگا کہ مجھے یہ توجہ پیدا ہوگئی ہے کہ شاید خدا ہو۔ اس طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ آخر وہ لوگ جو وہاں آئے وہ کسی کے رابطے کی وجہ سے ہی آئے تھے۔ تو ان رابطوں کو بڑھانا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اصل بات یہ ہے کہ ان کو اسلام کا پتہ ہی نہیں باوجود اس کے کہ وہ احمدیوں کو بھی جانتے ہیں۔ یہ تو پتہ ہے کہ کس کو لے کر آنا ہے۔ لیکن اس بندے کو یہ نہیں پتہ تھا کہ احمدیت کیا ہے۔ یہی تبلیغ کا کام ہے کہ جو بھی آپ کا رابطہ ہو چاہے وہ سیاست دانوں سے ہو یا خارجیہ کے شعبہ کے ذریعہ سے ہو، امورِ عامہ کے ذریعہ سے ہو یا کسی بھی شعبے کے ذریعے سے ہو۔ جس سے بھی رابطہ ہو اُسے احمدیت کا تعارف بھی ہونا چاہئے کہ احمدیت کیا چیز ہے تا کہ پیغام آگے پہنچے۔ اگر انصاراللہ یوکے ایک لاکھ کی تعداد میں کتاب لائف آف محمدؐ اور ایک لاکھ سے زائد پمفلٹ لوگوں کو دے سکتی ہے تو آپ لوگ بھی جماعتی طور پر دے سکتے ہیں۔ انصاراللہ کی تعداد تو جماعت سے کم ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:
پھر یہ بھی ہے کہ آپ کتابیں لفافے میں بند کر کے دے دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ نہیں کہ اس شخص نے پڑھی ہے یا نہیں۔ اس لئے اس کتاب کو فروخت کریں۔ جو شخص ایک چیز خریدتا ہے تو وہ پڑھتا بھی ہے۔ بے شک معمولی سی قیمت ہو۔ چاہے ایک ڈالر کی بیچیں۔ جو خریدے گا وہ پڑھے گا۔ میں Boris Johnson جو لندن کا میئر تھا اس کے آفس گیا تھا۔ اس سے قرآن کریم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ میں نے اس کے شیلف پر دیکھا کہ ایک قرآن کریم پڑا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ اسے پڑھا بھی ہے؟ تو کہتا ہے جب سے آیا ہے نہیں کھولا۔ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جا کر رکھ دیتے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ اس کو تھوڑا سا پڑھو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سوال یہ ہے کہ جب تک مستقل رابطہ نہیں ہوگا، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ کچھ لوگ ٹارگٹ کرنے چاہئیں، ان کے پاس بار بار جانا چاہئے۔ کچھ سیاست دان، کچھ بڑے لوگ، کچھ پروفیسر ٹارگٹ کرلیں۔ یہ سب آپ کے مستقل رابطے میں ہوں۔ یہ نہیں کہ کینیڈا ڈے ہوگا تو ان سے رابطہ کریں گے یا کرسمس پر کیک بھیج دیں گے۔ ویسے بھی سارا سال رابطہ رہنا چاہئے۔ سیکرٹری امورِ خارجیہ ان لوگوں سے رابطہ بڑھائیں۔ سال میں دو چار دعوتیں ہو جائیں تو رابطہ ہو جاتا ہے۔ پریس کے لوگوں کے ساتھ بھی رابطہ ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:
اللہ تعالیٰ بھی مدد کرتا ہے۔ یہ جو میڈیا اور پریس میں جماعت کے حق میں ایک ہوا چلی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اب آپ اسی بات پر خوش رہیں گے کہ Peter Mansbridge کا ایک انٹرویو ہو گیا تو کافی ہو گیا۔ ہم نے جو حاصل کرنا تھا، کرلیا۔ ابھی تو آپ نے صرف سیڑھی کے کونے پر پاؤں رکھا ہے۔ ابھی تو بہت زیادہ سیڑھیاں چڑھنی ہیں۔ صرف ایک Mansbridge نہ ہو بلکہ سینکڑوں، لاکھوں Mansbridge ہوں۔

☆...... اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر سیکرٹری صاحب تبلیغ نے بتایا کہ پچھلے سال میں چار لاکھ اکیاون ہزار فلائر تقسیم ہوئے۔ اس میں پیس سے تعلق رکھنے والے بھی شامل تھے اور بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لائف آف محمد پر بھی فلائر شامل ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا؛** جن لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں ان سے بعد میں مستقل رابطہ ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ سے بھی یہی تاثر ملا ہے کہ تبلیغ کے شعبہ میں جو بیعتیں ہوتی ہیں ان میں سے آدھوں سے اس لئے رابطے ختم ہو جاتے ہیں کہ جس contact کے ذریعہ سے بیعت ہوئی ہوتی ہے وہ آگے active نہیں ہوتا۔ حالانکہ تین سال بہرحال اس کو تربیت نومبائعین کے تحت رکھ کر اپنے ساتھ چلانا ہوگا۔ جس احمدی کے ذریعہ سے بیعت ہوئی اس کو بھی احساس دلانا ہوگا کہ تم نے یہ بیعت کرا لی اور اب یہ نہ سمجھو کہ تم نے اپنا مقصد حاصل کرلیا۔ جب تک اس بیعت کو main stream کا حصہ نہیں بناتے تب تک فائدہ نہیں۔ ایسی netting کا کوئی فائدہ نہیں کہ پرندہ ہاتھ میں پکڑا اور اس کے بعد اُڑ گیا۔

☆...... بعد ازاں **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تربیت نومبائعین سے استفسار فرمایا کہ** گزشتہ تین سالوں میں آپ کی جتنی بیعتیں ہوئی تھیں ان میں سے کتنے قائم ہیں؟

اس پر **سیکرٹری صاحب تربیت نومبائعین** نے بتایا کہ کل تعداد 204 ہے جس میں سے 120 کے ساتھ رابطہ ہے۔ باقیوں کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** 120 کے ساتھ رابطہ ہے تو اس کا مطلب ہے 84 آپ کے رابطہ میں نہیں ہیں۔ تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جن کے ذریعہ سے یہ بیعتیں ہوئی تھیں ان کے نام آپ کے پاس ہیں؟ ان سے رابطہ کریں۔ آپ تو جوان آدمی ہیں۔ جوانوں کی طرح کام کریں۔

☆...... سیکرٹری صاحب نے عرض کیا کہ ان میں سے بعض شادی والی بیعتیں ہوتی ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو شادی والی بیعتیں ہوتی ہیں تو کیا شادی کے بعد ان سب کی طلاق ہو جاتی ہے؟ جو شادی والی بیعتیں ہیں وہ احمدی تو ہیں۔ آپ سے لڑکا یا لڑکی نکاح فارم پر دستخط کروانے آتے ہیں تو ان سے کہو کہ پہلے تم یہ لکھ کر دو کہ تین سال اپنے خاوند یا بیوی کو مسجد میں لے کر آؤ گے۔ کوئی نہ کوئی شرط تو لگائیں۔ بلاوجہ اجازت دینے کیلئے مجھ سے دستخط کروا لیتے ہیں۔ پھر میں نے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا کہ جو لوگ شادی کی غرض سے بیعتیں کروا لیتے ہیں یا بعض ویسے بھی اجازت لے لیتے ہیں۔ تو اگر یہ احمدی نہیں بھی ہیں تو کم ازکم ان خاندانوں کو تبلیغ کی طرف لائیں۔ تم ایک ایسا احمدی لڑکا بناؤ جو احمدی لڑکی سے شادی کرے۔ میرے ہر خطبہ میں کوئی نہ کوئی پوائنٹ ہوتا ہے۔ ہر شعبہ کو چاہئے کہ پوائنٹ نکال کر اس پر عمل شروع کر دیا کرے۔ اگر سارے سال کے پوائنٹس نکالے جائیں تو بے شمار پوائنٹس آپ کو مل جائیں گے۔

☆...... اس کے بعد **ایک نائب امیر نے عرض کیا کہ ان کے پاس National Mosque Fund کا شعبہ ہے۔**

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** کیلگری والے کہتے ہیں کہ ہمیں ایک بڑی مسجد بنا دی ہے، اگر چھوٹی مسجدیں بنائی ہوتیں تو زیادہ اچھی تربیت ہو سکتی تھی۔ چھوٹی مسجدیں مزید بنیں تو تربیت کا کام اور جماعتی نظام بہتر ہو سکتا ہے۔ چھوٹی مساجد بنائیں تو اس طرح ہر جگہ تعارف ہو جائے گا۔ سو سو ڈیڑھ سو لوگوں کے لئے ایک مسجد بن جائے تو کافی ہے۔ چھوٹی مساجد کیلئے ایک نقشہ بنوائیں۔ احمدی آرکیٹکٹس اور لوگوں سے مشورہ لیں۔ نقشے بنانا بھی جائیداد کا کام ہے۔ مختلف قسم کے نقشے بنوا کر رکھیں۔ آپ کے ہاں آرکیٹکٹ سٹوڈنٹ بھی ہیں۔ ان طلباء کا آپس میں مقابلہ کروائیں۔ ان سے کہیں کہ مسجد بنانے کے لئے ہمیں مشورہ دیں جو ہر علاقے کے موسم کے لحاظ سے suit کرتا ہو۔ ان آرکیٹکٹ سٹوڈنٹس سے نقشے بنوانے کے لئے خدام الاحمدیہ سے کام لیں۔ جرمنی میں پڑھنے والے طالبعلموں نے بڑے اچھے اچھے نقشے بنا کر دیئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو بھی مسجد بنانی ہے وہ کہاں بنانی ہے؟ کتنی بڑی بنانی ہے یا کیسے بنانی ہے اس کی عاملہ میں بھی discussion ہونی چاہئے۔ باقیوں کی رائے بھی سامنے آنی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اگلے سال کی شوریٰ کے ایجنڈے میں بھی یہ شامل کریں کہ جماعت کو مسجدیں بنانے کے لئے کیا کوششیں کرنی چاہئیں۔ اس کے لئے جماعتیں کوئی لائحہ عمل اور تجاویز پیش کریں۔ جماعتوں کو شامل کریں گے تو پھر ان سے مساجد کے لئے فنڈ بھی لے سکیں گے۔ ویسے تو جب آپ لوگ جاتے ہیں تو لوگ اللہ کے فضل سے ماسک فنڈ میں قربانیاں کرتے ہیں، پیسے بھی دیتے ہیں۔ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ مبارک نذیر صاحب آئے تھے اور انہوں نے ایسی دھواں دھار تقریر کی کہ ہم نے اتنا فنڈ اکٹھا کرلیا۔ آپ کی تقریروں سے لوگ پیسے تو دے دیتے ہیں لیکن اب تقریریں یہ بھی کریں کہ مسجدوں کو آباد کریں۔

☆...... اس کے بعد **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر سیکرٹری وقفِ جدید** نے بتایا کہ امسال کے ٹارگٹ میں سے اب تک سات لاکھ کے قریب جمع ہو چکے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ سے تعاون کی درخواست کریں۔ ان کو یاددہانی کروایا کریں۔ لجنہ اور ناصرات کو بھی یاددہانی کروائیں۔ سال میں ایک دفعہ ریمائنڈر بھیجنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہر مہینہ جانا چاہئے۔ سال میں بارہ ریمائنڈر جانے چاہئیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو کام کر دیا تھا لیکن انہوں نے بات نہیں مانی۔ اگر ایسی بات ہو تو میں سال میں 52 خطبوں کی بجائے ایک ہی خطبہ دیا کروں۔

☆...... **بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تربیت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:**
تربیت کا شعبہ بڑا اہم شعبہ ہے۔ تربیت کا شعبہ اگر فعّال ہو جائے تو تبلیغ کا شعبہ بھی ٹھیک ہو جائے گا، مال بھی ٹھیک ہو جائے گا، امورِ عامہ کا شعبہ بھی ٹھیک ہو جائے گا، تحریک جدید اور وقفِ جدید کے شعبے بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ جنرل سیکرٹری کو رپورٹیں بھی آنے لگ جائیں گی۔ تو شعبہ تربیت کیا کر رہا ہے؟

اس پر سیکرٹری صاحب تربیت نے عرض کیا کہ حضورانور کا جو خطبہ آیا تھا کہ انفرادی بیماریاں، قومی بیماریوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں تعلق باللہ اس کا حل ہے۔ اس کے اوپر ہماری شوریٰ کی ایک تجویز تھی۔ اس پر کام ہوا ہے۔ خاکسار چالیس جماعتوں میں اجلاس عام میں گیا ہے اور ان کے ساتھ interactive style discussion کی ہیں۔ ان پروگراموں میں پانچ ہزار سے زائد لوگ آئے ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تربیت کا یہ حال ہے کہ آپ کے پیس ویلج میں دو ہزار سے زیادہ لوگ ہیں۔ پانچ سو خدام ہیں۔ چار سو سے زیادہ انصار ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ میرے آنے کی وجہ سے لوگوں میں بہت بیداری ہے اور بڑی تبدیلی آئی ہے۔ اب جبکہ لمبی راتیں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود فجر کی نماز میں پچھلی دو تین صفیں خالی ہوتی ہیں۔ میں نے باقی میٹنگز میں بھی کہا ہے اور آپ کو بھی بتا رہا ہوں کہ میں جب جرمنی جاتا ہوں تو گرمیوں میں بھی جب نمازِ فجر صبح چار بجے اور نمازِ عشاء رات کو دس، ساڑھے دس بجے ہوتی ہے لوگ پچیس تیس کلومیٹر کا سفر کر کے آئے ہوتے ہیں۔ وہاں کی مسجد میں بھی سات آٹھ سو کی capacity ہے۔ وہ پوری طرح بھری ہوتی ہے بلکہ باہر کی طرف over flow ہوتا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ دنیاداری کا رجحان چھوڑیں۔ یہاں یہ رجحان زیادہ ہو رہا ہے۔ ہر ملک میں ہو رہا ہے، یورپ میں بھی ہو رہا ہے لیکن پھر بھی لوگ کم ازکم ان دنوں میں سفر کر کے آتے ہیں۔ اور یہاں گھر بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے مسجد ہے پھر بھی دو تین صفیں خالی ہیں۔ تربیت کا یہ بہت بڑا کام ہے۔ نمازوں کی عادت نہیں ڈال رہے تو کیا فائدہ؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
نوجوانوں میں marijuana اور دوسرے نشوں کی عادت بڑھ رہی ہے۔ اس کے لئے انصاراللہ اور خدام الاحمدیہ کو involve کریں۔ یہ آپ کے رعب سے، دبکے سے، ڈرانے سے ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس کے لئے آپ کو انہی لوگوں میں سے مضبوط ایمان والے، مضبوط کریکٹر والے لوگ تلاش کرنے ہوں گے جو نوجوانوں کے ساتھ دوستی کر کے ان کو آہستہ آہستہ اس کے نقصان بتائیں۔ ہالینڈ کی طرح امریکہ میں بھی marijuana لیگل ہو رہی ہے اور شاید یہاں بھی ہو جائے۔ جب یہ لیگل ہو گئی تو نشے کا اور بھی زیادہ امکان ہے۔ پیس ویلج اور ابوڈ آف پیس کی شکایتیں زیادہ ہیں۔ باقی جگہ بھی ہوں گے لیکن وہاں احمدی پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں لوگ آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لڑکے گروپ بنا کر بیٹھے ہوتے ہیں اور نشہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بڑے وہاں سے آنکھیں جھکا کر گزر جاتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک اپنے اپنے طور پر اگر سمجھانے کی کوشش کرے تو سمجھایا جا سکتا ہے۔ ایک جذباتی approach بھی ہوتی ہے۔ ان کو کہو کہ تم احمدی ہو، تو احمدیت کیا کہتی ہے؟ اسلام کیا کہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے؟ تربیت کا کام ہے کہ ان کو یہ realize کروائیں کہ تم کون ہو، اور تم سے کیا توقعات ہیں اور پھر scientifically بھی ثابت کریں کہ اس کے کیا کیا نقصانات ہیں۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ میری کمر میں درد ہے اس لئے پیتا ہوں۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ میری فلاں تکلیف ہے اس لئے پیتا ہوں۔ میرے خیال میں مرکزی عاملہ میں تو کوئی نہیں پیتا ہوگا۔

بعدازاں **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر نیشنل عاملہ کے ممبران، اور خدام انصار اور اطفال کی عاملہ کی نمازوں پر حاضری پوری ہو تو 150 تو اسی سے پورے ہو جاتے ہیں۔

☆......**سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ بعض اوقات میٹنگ رات دیر تک چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے بعض ممبران کہتے ہیں کہ فجر کی نماز پر آنا مشکل ہوتا ہے۔**

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سوال یہ ہے کہ کیا ساری رات میٹنگز چلتی ہیں؟ عاملہ کے ممبران ساری رات بھی جاگیں تو اُن کا فرض ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر سوئیں۔ اور اگر نیند نہیں آتی تو نہ سوئیں۔ یہ تو بہانے ہیں۔ یہ سب flimsy excuses ہیں۔ ایسے

لوگ جو یہ کہتے ہیں، چاہے وہ لوکل عاملہ کے ممبر ہیں یا ریجنل عاملہ یا مرکزی عاملہ کے ان کو دو دفعہ وارننگ دیں کہ یہ کوئی بہانہ نہیں ہے اور تیسری دفعہ امیر صاحب کو خط لکھیں اور اس کی کاپی مجھے بھیج دیں۔ ایسا شخص پھر عاملہ کا ممبر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ اللہ کو تیرے کام تیری نمازوں سے زیادہ پسند آئے یا اسی قسم کے الفاظ ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا، میرے اور آپ کے لئے نہیں تھا۔

☆......سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ جماعت میں بعض مرتبہ homosexuality جیسے معاملات سامنے آجاتے ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** میں نے خدام الاحمدیہ کو بھی کہا تھا کہ ایسے issues کو تحمل سے دیکھنا چاہیے اور سننا چاہیے۔ اول تو یہ برائی اس وقت بڑھتی ہے جب کھلی اجازت دے دی جائے۔ میں جانتا ہوں بہت ساری انگریز عورتوں نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے گھر اچھے بھلے تھے۔ ہم میاں بیوی رہ رہے تھے لیکن جب یہ کلب بن گئے ہیں یا قانون پاس ہوگیا ہے تو لوگ ایک enjoyment کے لئے یا یہ دیکھنے کے لئے ایسے لوگ کیا کرتے ہیں کلبوں میں جانے لگ گئے ہیں۔ بعد میں وہ اُن لوگوں والی حرکتیں شروع کردیتے ہیں۔ تو یہ تو بتانا پڑے گا۔ باقی جو واقعی Homosexual ہیں ان کو نفسیاتی طور پر بیماریاں ہیں جس کا علاج ہوسکتا ہے۔ میں نے بعضوں کے علاج کروائے ہیں اور وہ ٹھیک ہوگئے ہیں۔ انہوں نے شادیاں بھی کرلیں۔ خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت نے تو ایک بہانہ بنادیا کہ تم اس کے خلاف بولوگے تو یوں ہوجائے گا اور ایسا ہوجائے گا۔ اس وجہ سے لوگ زیادہ encourage ہونے لگے ہیں کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لندن میں ایک انگریز ہے وہ پہلے خود اس میں مبتلا تھا لیکن اب اس نے اپنے آپ کو ٹھیک کیا ہے اور اب دوسروں کے بھی علاج کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کے 90 فیصد کیسز کامیاب ہورہے ہیں۔ اس لئے ایسے کیسوں کو خدام الاحمدیہ کے تعاون سے اور اگر لڑکیوں میں ہیں تو لجنہ کے تعاون سے دیکھنا ہوگا۔ سکولوں میں، کالجوں میں صرف آپس میں گھُلنے ملنے سے اور باتیں کرنے سے یہ برائیاں پیدا ہورہی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کا علاج کرنا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر کرنا ہوگا۔ جو آپ کی تربیت کی روٹین کی سکیم ہے اس سے کام نہیں چلیں گے۔ ہر طبقہ کے لئے آپ کو ایک سکیم بنانی پڑے گی۔

☆......اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ ان کیسز میں کس قسم کی approach ہونی چاہئے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نرم رویہ رکھنا چاہئے اور زیادہ aggressive نہیں ہونا چاہئے۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں ماریں یا ان کا سر پھوڑیں یا ان سے نفرت کرنا شروع کردیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ بہت نرم دل تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے قومِ لوط کے حوالہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں سزا نہ دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے ابراہیم! تُو اس بات سے کنارہ کرلے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ کردیا۔ سزا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اس دنیا میں دے یا اگلے جہان میں۔ لیکن ہم دین سے ہٹ کر کام نہیں کرسکتے۔ میں کئی جگہ لوگوں کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر ایک قوم کو اس لئے تباہ کیا گیا کہ اس میں یہ بھی بہت بڑی برائی تھی تو آج اگر یہی برائی قومی بن جاتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ ان کو تباہ نہیں کرے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر ان میں سے ایک بھی نیک ہوگا تو میں تباہ نہیں کروں گا۔ اس لئے جب تک آپ لوگوں میں نیکیاں ہیں تو اس وقت تک لوگ تباہ نہیں ہوں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ عذاب کیوں نہیں آتا؟ اس لئے نہیں آتا کیونکہ اللہ نے ایک شرط یہ بھی لگائی تھی کہ کوئی ایک نیک ہوگا، کچھ نیک لوگ ہوں گے تو بچ جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون بڑا کھول کر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ اگر ایک بھی نیک ہوگا تو میں تباہ نہیں کروں گا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ ساری قوم ہی بگڑ گئی تھی۔ اور جس طرف یہ جارہے ہیں لگتا ہے کہ ساری قوم کو ہی بگاڑ دیں گے۔

☆...... سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ بعض سیاست دان ایسی برائیوں میں مبتلا ہیں کیا ہم نے ان کو الیکشن میں جماعتی طور پر support کرنا ہے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایسے سیاستدان جن کے بارہ میں واضح پتہ ہے کہ یہ اس قسم کے ہیں ان کی نہ ہم نے support کرنی ہے اور نہ مخالفت۔ لوگوں کو freedom دیں۔ وہ جو چاہے کریں۔ جماعتی طور پر اس کی کوئی پالیسی نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے مقابلہ پر دیکھیں کہ دوسرا کس قسم کا ہے۔ اگر دونوں ایسے ہیں تو انہیں چھوڑیں۔ اگر ایک بہتر ہے اور وہ بھی آپ کے پاس آتا ہے تو ٹھیک ہے آپ اس کی support کردیں لیکن دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایسے لوگوں کے لئے ہمارے پاس soft corner یہی ہے کہ ان سے ہمدردی رکھیں، ان کو تباہی سے بچائیں۔ ہمیں اگر ان سے محبت ہے تو محبت کے مختلف معیار ہوتے ہیں۔ ہر جگہ ایک جیسے معیار نہیں ہوتے۔ ماں کی بچے کے ساتھ، خاوند کی بیوی کے ساتھ، بہن کی بھائی کے ساتھ، ماموں کی بھانجے کے ساتھ، یا مختلف رشتوں کی محبت میں فرق ہوتا ہے۔ جو رشتوں میں فرق ہے، وہی محبت میں فرق ہے۔ محبت کی definition ہر جگہ بدل جاتی ہے اور اس کا معیار بھی بدل جاتا ہے۔ ہمارا ان لوگوں سے محبت کا یہ معیار ہے کہ ہم ان قوموں کو بچانے کے لئے ان کو بتائیں۔ اگر یہ نہیں مانتے تو ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ ہاں اگر آپ کا ان سے تعلق ہے اور ان میں سے اگر کوئی مسجد میں آجائے تو کیا آپ اسے روک دیں گے؟ نہیں! سویڈن میں ایک پریس والے نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا ایسا شخص مسجد میں آسکتا ہے؟ میں نے یہی کہا تھا کہ اگر کوئی آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے یا پڑھتی ہے تو ٹھیک ہے نماز پڑھے اور چلا جائے۔ لیکن اس کا یہ فعل بہرحال ناپسندیدہ ہوگا۔ اس کو ہم سمجھانے کی اس لئے کوشش کریں گے کہ ہمارے دین کے مطابق یہ غلط چیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس غلطی کی وجہ سے اس کو سزا نہ ملے۔ اس کو سزا سے بچانا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے تعلقات ختم کرنے کی وجہ سے ہم isolate ہوجائیں گے تو اگر آپ اللہ کی خاطر ہوں گے تو اللہ اس سے بہتر سامان پیدا کردے گا۔ اس لئے اس چیز کو دماغوں سے نکال دیں کہ کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی ترقی کسی پارلیمنٹ کے ممبر سے ہونی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہونی ہے۔ جہاں آپ سمجھیں گے کہ ہمارا ان کے بغیر گزارا نہیں وہیں آپ سمجھیں کہ آپ ختم ہوگئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں جو پہلے پرائم منسٹر تھا اس کے دَور میں یہ قانون بن رہا تھا۔ میں اس سے ملا تھا اور اس کو میں نے بڑے واضح طور پر کہا تھا کہ اس چیز کو نہ چھیڑو۔ کتنے لوگوں کی خاطر یہ قانون بنارہے ہیں؟ اس نے کہا صرف پانچ سو ہیں۔ اب قانون بننے کے بعد پانچ سو کے پچاس لاکھ ہوگئے ہوں گے یا شاید اس سے بھی زیادہ ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وہاں ہمارے مشن ہاؤس کے قریب ہماری مسجد کے سامنے ہی دوسری طرف ایک انگریز عورت رہتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرے خاوند کا ایک دوست تھا جس کا میرے خاوند کو پتہ تھا کہ اسے عورت میں کوئی interest نہیں ہے۔ اس لئے جب میرا خاوند باہر دورے پر جاتا تو اپنے اس دوست کو کہہ جاتا کہ Mary کا پتہ کرتے رہنا۔ لیکن جب سے یہ قانون پاس ہوا ہے اور باقاعدہ کلب بن گئے ہیں اس نے میرے خاوند کو بھی کہنا شروع کردیا کہ چلو آؤ چلیں enjoyment کریں۔ تم صرف دیکھنا کہ ہم وہاں کیا کرتے ہیں۔ کلبوں میں جانے کی وجہ سے اس نے پچاس ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے والے مرد کو گندی عادت ڈال دی۔ یہ تو حالات ہیں۔ یہ قومیں تباہی کی طرف جارہی ہیں۔ محبت یہی ہے کہ ان کو تباہی سے بچائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وہاں یوکے میں مَیں نے دیکھا ہے کہ لوگوں نے آوازیں اٹھانا شروع کردی ہیں۔ ان کو خود ہی احساس پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے کہ آہستہ آہستہ ان کی نسل ختم ہوجائے گی۔ جب نسل ختم ہوگئی تو یہی تباہی ہے۔ اس لئے ہماری approach یہ نہیں ہے۔ ہر احمدی کا اپنا ووٹنگ کا right ہے جسے وہ جہاں چاہتا ہے استعمال کرے۔ جماعتی طور پر کوئی effort نہیں ہونی چاہئے۔

☆......سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ کچھ قرآن کریم کی آیات اور احادیث بھی میاں بیوی کے تعلقات کے بارہ میں ہیں۔ اِس وقت ہمارے سکولوں کے گریڈ 9 اور 10 میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اس میں سے کسی کا بھی یہ حصہ نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس بارہ میں اسلامی احکام کیا ہیں؟ کیا ہم اس کا سلیبس بنالیں؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** یہ باتیں تو بڑی عمر کے بچوں کو پتہ ہونی چاہئیں۔ چھوٹے بچوں کو تو ویسے ہی پتہ نہیں ہوتا۔ میں نے کئی بچوں کو جو پرائمری میں پڑھتے ہیں ان سے پوچھا ہے۔ وہ تو ویسے ہی پریشان ہوجاتے ہیں، انہیں پتہ نہیں لگتا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تیرہ چودہ سال کی عمر میں آکر بچے لڑکے اور لڑکیاں دونوں اپنے دوستوں کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں۔ اُس وقت ماں باپ کا بھی کام ہے کہ ان کو بتائیں کہ برا اور بھلا کیا ہے۔ اس بارہ میں اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ ماں باپ کو واضح طور پر بتانا چاہئے۔ ماں باپ جھجکتے رہتے ہیں۔ پھر باہر کے ماحول کے زیرِ اثر لڑکے اور لڑکیاں جو سیکھتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ اس لئے یہ تو بہرحال پتہ ہونا چاہئے۔ آخر پرانے زمانے میں بارہ تیرہ سال کی عمر میں شادیاں ہوجاتی تھیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہوجاتی تھیں۔ پرانا زمانہ کیا؟ آج سے اسّی سال پہلے ہی چودہ چودہ سال کی عمر میں بچے ہوجاتے تھے۔ سب کچھ پتہ ہوتا تھا تو ہی بچے ہوتے تھے۔ پس جب یہ جوانی کی عمر آجاتی ہے تو یہ ساری باتیں پتہ ہونی چاہئیں۔ ہمارے ماحول میں بارہ سے تیرہ، چودہ پندرہ سال کی عمر میں جوانی آجاتی ہے۔ اس عمر میں اچھے برے کی تمیز ہونی چاہئے۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو پتہ ہونا چاہئے۔ پھر ماں باپ کی نگرانی بھی ہونی چاہئے کہ رات کو کیا فلم دیکھ رہے ہیں۔ بعض دفعہ آپ بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تو پتہ نہیں وہاں یوکے میں تو لکھا ہوتا ہے کہ فلاں پروگرام یا فلمیں بچوں کو نہ دکھاؤ۔ اس میں مختلف قسم کی فلمیں ہوتی ہیں۔ اگر باپ سارا دن بیٹھ کر اس کی ریکارڈنگ دیکھتا رہے گا تو بچوں پر کیا اثر ہوگا۔ کئی عورتیں شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند اس طرح بیٹھ کر یہ فلمیں دیکھتے رہتے ہیں اور بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ گھر کے ماحول میں میاں بیوی دونوں کو اکٹھے کوشش کرنی ہوگی۔ مشترکہ کوشش ہونی چاہئے کہ بچوں کو جو کچھ سکولوں میں بتایا جاتا ہے اس کے علاوہ بھی ہم نے ان کو بتانا ہے۔ ماں باپ کو کہنا ہے کہ شرمانا نہیں بلکہ اس ماحول میں آپ کو بتانا ہوگا۔ پھر اب بہت سارے ریفیوجی آرہے ہیں، gay asylum seekers آرہے ہیں۔ ماں باپ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ جب بچے نو گریڈ، دس گریڈ میں جائیں گے تو ایک سال میں سب ان کو پتہ لگ جائے گا۔

☆...... اس پر سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ کیا اس مضمون کو ہم اپنی کلاسوں میں بھی cover کریں یا صرف ماں باپ کے ذریعہ ہی cover کروائیں؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایک تو ماں باپ کے ذریعہ سے بھی کریں اور پھر کلاس میں صرف ان لوگوں کی کلاس ہو جو اس عمر کے گروپ کے ہوں۔ ان سے پوچھا جائے کہ تم سکول میں کیا پڑھ رہے ہو؟ دیکھیں کہ انہیں سکولوں میں کیا پڑھایا جارہا ہے۔ پھر ان کو بتائیں کہ اسلامی طریق کیا ہے۔

☆...... سیکرٹری صاحب تربیت نے بتایا کہ pre-marital کونسلنگ بھی جاری ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لیکن اس کے باوجود مجھے یہاں بہت سی لڑکیاں ملی ہیں جن کو ان کے خاوندوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اصلاحی کمیٹیوں کو دوبارہ بنائیں۔ زیادہ effective ہونی چاہئیں۔

..........................(باقی آئندہ)

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 دسمبر 2014ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ نائلہ اعجاز واقفۂ نو کا ہے جو مکرم اعجاز احمد صاحب (بیلجیم) کی بیٹی ہیں اور یہ عزیزم فراز الٰہی واقف نو ابن مکرم فضل منصور صاحب (کینیڈا) کے ساتھ دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ ایمن محمود چوہدری بنت مکرم ارشد محمود چوہدری صاحب (جرمنی) کا ہے جو عزیزم فہد احمد واقف نو ابن مکرم سعید احمد (ناربری یوکے) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا۔

(اور دریافت فرمایا کہ میں نے پہلے نکاح میں کینیڈین ڈالر ہی پڑھا تھا ناں؟ کہیں میں نے پاؤنڈ تو نہیں کہہ دیا تھا؟ عرض کیا گیا کہ حضور نے کینیڈین ڈالر ہی فرمایا تھا۔) اس پر حضور انور نے فرمایا:۔

دعا کر لیں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتے بابرکت فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آئندہ ان کی نیک نسلیں بھی پیدا ہوں۔ یہ بھی احمدیت پر قائم رہنے والے ہوں۔ خلافت کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں اور آئندہ نسلیں بھی جماعت کے لئے قیمتی اثاثہ بننے والی ہوں۔ دعا کر لیں۔

☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

کے گواہ نہیں بن سکتا۔ (صحیح مسلم کتاب الھبات باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ ۔حدیث 4073)

پس جب کوئی اپنی اولاد میں سے کسی پر دوسری اولاد کی نسبت برابری کا سلوک نہیں کرتا اور کسی دوسری اولاد پر احسان کرنا چاہتا ہے اور ایک کو محروم کرنا چاہتا ہے تو اسلام کہتا ہے کہ یہ احسان نہیں کیونکہ احسان تو عدل کے بعد آتا ہے۔ جس نے عدل قائم نہیں کیا اور دوسری اولاد کو محروم رکھا اس کا احسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی نیکی کا درجہ نہیں رکھتا۔ اور یہ وہ اصول ہے جو گھروں میں بھی اور ایک معاشرے میں بھی امن اور سلامتی کی بنیاد ڈالتا ہے۔

پھر اسلام میاں بیوی کے تعلقات کی بات کرتا ہے۔ اگر گھروں میں امن و سکون نہ ہو اور میاں بیوی کے اختلافات ہوں تو یہ بھی بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علیٰ زوجھا۔ حدیث 1162)

آپ کے اس ارشاد نے جہاں عورتوں اور بیویوں کا وقار قائم کیا ہے وہاں گھروں میں عدل، انصاف، احسان اور احسان سے بڑھ کر حسن سلوک کی بنیاد ڈالی ہے۔ یاد رکھیں میاں بیوی کے آپس کے پیار محبت کے تعلقات یا اختلافات صرف اس گھر تک محدود نہیں رہتے بلکہ دونوں طرف کے قرابت داروں، ماں باپ، بہن بھائی کے تعلقات اور امن اور سکون پر بھی یہ اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان تعلقات کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیز ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور اچھی معاشرت نہیں وہ نیک کہاں‘‘۔ فرمایا کہ ’’بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 147-148۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

فرمایا کہ: ’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اسلام کے معاشرے کے ایک اور طبقے کے حقوق قائم کرنے کی تعلیم ہے جو معاشرتی تحفظ کے لحاظ سے کمزور طبقہ ہے یعنی یتامیٰ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ (النساء: 128)۔ اور تم یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ اور پھر جب تمام معاشرے کے مختلف طبقوں کے حقوق قائم فرمائے اور احسان کا سلوک کرنے کا حکم دیا تو اس میں یتامیٰ اور مسکینوں کو بھی شامل کیا۔ فرماتا ہے۔ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (النساء: 37) کہ اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہو۔

پہلے فرمایا کہ یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پھر فرمایا کہ جب والدین سے احسان کا حکم ہے سو درجہ بدرجہ یہ احسان کا حکم یتیموں اور مسکینوں پر بھی حاوی ہے بلکہ رشتہ دار ہمسایوں اور دوسرے ہمسایوں سے یتیموں اور مسکینوں کو پہلے رکھا ہے۔ اور ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس تواتر اور شدت سے یہ حق قائم کرنے کے بارے میں حکم ہوا کہ مجھے خیال ہوا کہ انہیں وراثت میں بھی شاید حق دار نہ بنا دیا جائے۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب الوصاۃ بالجار۔ حدیث 6014)

پس یتیموں کے حق کا اس سے پتا چلتا ہے کہ کتنا بڑا حق ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں دو، اُن کا خیال رکھو۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان کے حق قائم کرنے کے لئے انصاف کے ساتھ مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔ پس انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو معاشرے میں ایسا مقام ملے جو ان کے یتیمی کے غم کو دور کر دے اور یہ من حیث الجموع معاشرے کی ذمہ داری تو ہے ہی، انفرادی طور پر بھی اگر تم ان کو اپنا حصہ دار بنا لو تو یہ ان لوگوں کے ساتھ قریبیوں کی طرح سلوک کے برابر ہو جائے گا اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہو گے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جنہیں ابتلا میں ڈالا یا سزا دی ان کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک کیا اس کی ایک وجہ یہ بھی بتاتا ہے کہ کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ (الفجر: 18) خبردار تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے اس وجہ سے سزا کے مورد بنے۔

یتیم کے ساتھ حسن و احسان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا شخص اس طرح ہوں گے جس طرح دو انگلیاں جوڑی جاتی ہیں۔ آپ نے شہادت کی انگلی کو اور درمیانی انگلی کو جوڑ کر بتایا۔ (سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم و کفالتہ حدیث 1918) پس یہ معاشرے کے محروم ترین طبقے کے ساتھ اسلام کی تعلیم ہے۔

پھر یتیم کے حوالے سے سورۃ نساء کی جو آیت ابھی مَیں نے پڑھی ہے اس میں معاشرے کے ہر طبقے کا ذکر ہے اور یہی چیز ہے جو ہر طبقے کے ساتھ عدل احسان اور قریبیوں کی طرح سلوک کو اپنے اعلیٰ معیاروں تک لے جا کر معاشرے کا امن و سکون قائم کرتی ہے۔

پھر عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ایک حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ بعض یتامیٰ تو غریب اور مسکین اور محروم ہیں لیکن بعض امیروں کی اولاد بھی یتیم ہوتی ہے اور ان کی دولت پر لالچی لوگ قبضہ بھی کر لیتے ہیں یا قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے بھی حقوق قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کی بلوغت کی عمر تک پہنچنے تک ان کے مال کی حفاظت کرنا جو اس یتیم کا نگران مقرر کیا گیا ہے، جو اس کی نگرانی کر رہا ہے اس کا فرض ہے۔ اس کا قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے۔ سورۃ الانعام میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ۔ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ۔ لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَاقُرْبٰی۔ وَبِعَھْدِ اللّٰہِ اَوْفُوْا ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ (الانعام: 153) اور سوائے ایسے طریق کے جو بہت اچھا ہو یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو۔ ہم کسی جان پر اس کی وسعت سے بڑھ کر ذمہ داری نہیں ڈالتے۔ اور جب بھی تم کوئی بات کرو تو عدل سے کام لو خواہ کوئی قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو۔ یہ وہ امر ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

پھر کاروبار میں، ماپ تول میں عدل و احسان کی طرف توجہ دلائی کہ لین دین میں بھی کسی قسم کا دھوکہ نہ ہو۔

پھر یہ اصولی بات بھی کی کہ ایک مومن کی بات، ایک مومن کی گواہی، اگر وہ گواہی دے رہا ہے تو عدل اور انصاف پر منحصر ہونی چاہئے خواہ اس کی وجہ سے ہمارا کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ متأثر ہوتا ہو۔ پس یہ انصاف کی معراج ہے اور یہ حکم اللہ تعالیٰ نے مختلف حوالوں سے قرآن کریم میں اور جگہ بھی بیان کیا ہے۔ لیکن بہرحال یہ اصولی بات بیان فرمائی کہ عدل کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ہر رشتہ سے بالا ہو کر سوچنا چاہئے۔ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں خود دھوکے دیتے ہیں اور اپنی گواہیوں اور فیصلوں کی بنیاد عدم انصاف پر رکھتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اپنے عہد کو پورا کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا سخت حکم ہے کہ عدل اور انصاف سے اِدھر اُدھر بالکل نہیں ہونا۔

یہ اسلامی عدل اور انصاف اور حقوق کے قائم کرنے بلکہ حق سے بڑھ کر سلوک اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور امن اور سلامتی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کے، مَیں نے معاشرے کے مختلف طبقوں کے حوالے سے قرآن کریم کے چند احکامات پیش کئے ہیں۔

اب اس بارے میں چند باتیں پیش کرتا ہوں کہ قوموں کے درمیان اور قبیلوں کے درمیان سلوک کے کیا معیار ہیں اور ہونے چاہئیں اور کیا تقاضے ہیں اور پھر بین الاقوامی امن قائم کرنے اور عدل و انصاف کے قیام کی اسلام کی کیا بنیادی تعلیم ہے۔ اس بارے میں چند احکامات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات: 14) اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

پس یہ تعلیم واضح کرتی ہے کہ اگر حقیقی عدل دنیا میں قائم کرنا ہے تو نسل پرستی کی ہر صورت کو ختم کرنا ہوگا۔ بیشک قومیں اور قبائل تو پہچان کے لئے ہیں اور رہیں گی لیکن اس بنیاد پر کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر تمہاری برتری کسی بات پر ہو سکتی ہے تو تمہاری نسل اور رنگ پر نہیں، تمہارے کسی خاص قوم کے ہونے میں نہیں بلکہ تقویٰ پر۔ اس بات پر کہ تم کس حد تک خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کر رہے ہو اور کس حد تک اس کی مخلوق کے حقوق ادا کر رہے ہو۔ مخلوق کے حقوق کی چند مثالیں مَیں پہلے پیش کر آیا ہوں۔ یہ آیت آپس کی محبت و پیار کے تعلقات اور برابری پیدا کرنے کے لئے ایک عظیم اعلان ہے اور عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ایک ایسی بنیاد ہے جس سے دنیا میں حقیقی امن و سلامتی اور عدل کا قیام ہو سکتا ہے۔ اس آیت نے اس غلط اور احمقانہ تصور کی نفی کی ہے اور اسے شدت سے ردّ کیا ہے کہ کسی انسان کو دوسرے انسان پر اس لئے برتری حاصل ہے کہ اس کی قوم بہتر ہے۔ پس قومی یا نسلی تکبر اسلام کے نزدیک نہ صرف کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ

اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اعلان کی ایک حقیقی مسلمان کی نظر میں وہ اہمیت ہے جو کسی اور چیز کی نہیں کہ تم عورت اور مرد کے ملاپ سے پیدا کئے گئے ہو اور اس لحاظ تم خدا تعالیٰ کی نظر میں برابر ہو چاہے وہ کسی یورپین مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا ہوا ہے یا افریقن مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا ہوا ہے یا ایشین کے یا جزائر کے رہنے والے سے پیدا ہوا ہے۔ انسان کا مقام اس کے جلد کے رنگ سے نہیں ہے یا دولت کی فراوانی سے نہیں ہے یا معاشرے میں اس کے بلند مقام سے نہیں ہے یا کسی خاص خاندان یا جو دنیادار ہیں انہوں نے کہا ہے کہ مارشل ریس ہیں وہ ان کے معیار نہیں ہیں بلکہ اس کے اخلاقی معیاروں کی برتری سے ہے۔ اور یہ وہ حقیقی معیار ہے جو دنیا میں محبت، بھائی چارہ اور عدل اور انصاف قائم کر سکتا ہے۔

اس کی نصیحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں فرمائی تھی۔ یہ وہ الفاظ ہیں جنہوں نے نسلی اور قومی امتیاز کے خاتمہ اور عدل و انصاف پیدا کرنے کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ایک دوسرے کے بارے میں احساس برتری یا احساس کمتری کے جذبات رکھنے کی جڑیں اکھیڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی انگلیاں ملا دیں۔ (یوں کر کے) اور فرمایا جس طرح یہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں برابر ہیں تمام بنی نوع انسان برابر ہیں۔ تمہیں ایک دوسرے پر درجہ اور فضیلت ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 760، رجل من اصحاب النبی ﷺ۔ حدیث 23885 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ہے وہ عظیم اعلان جو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے اور صلح و امن پیدا کرنے میں کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور اعلان نہیں ہے۔ اسلام نسلی امتیاز کی نفی اور خاتمے کا سب سے بڑا علمبردار ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھک کر اور اس کی بات مان کر ہی دنیا میں عدل و انصاف قائم کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان بھی اگر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر چلیں گے تو انصاف اور امن قائم کر سکیں گے ورنہ اگر اس پر عمل نہیں کرتے اور ظلم و تعدی کے بازار گرم کرتے ہیں تو ان سے زیادہ گناہگار اور اپنے جرموں کی سزا بھگتنے والے اَور کوئی نہیں ہوگا۔ دوسرے جن تک خدا تعالیٰ کی تعلیم نہیں پہنچی ہے یا انہوں نے مانا نہیں ان کو تو کم سزا ملے گی، مسلمان پھر زیادہ گناہگار ٹھہریں گے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ جب نسلی برتری اور قومی برتری کا احساس پیدا ہوتا ہے تو پھر انسان ایسی حرکتیں کرتا ہے اور اپنے سے کمتر سمجھنے والے سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے یا ایسے بیان دے دیتا ہے جو دوسرے کے جذبات کو انگیخت کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے ایسی باتوں سے اپنے آپ کو روکو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَانِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ۔ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات: 12) اور اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم میں سے کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کا نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

قوموں قوموں کی اس حوالے سے جو مثالیں دنیا میں ملتی ہیں اور جن کی وجہ سے معاشرے کا اور دنیا کا امن تباہ ہو رہا ہے وہ تو ہے ہی لیکن اس زمانے میں یہ استہزاء اور حقیر رنگ میں مذہب کا بھی ذکر ہونے لگ گیا ہے۔ کسی کے مذہب پر خاص طور پر اسلام پر استہزاء کیا جاتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے پھر دنیا کا امن بھی تباہ ہو رہا ہے۔ ایسے لوگ جن کا نہ خدا پر یقین ہے، نہ مذہب پر اخباروں میں اسلام کے بارے میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمسخرانہ رنگ میں یا کسی بھی طرح کوئی بات لکھ دیں گے یا خاکے بنا دیں گے اور پھر مسلمانوں کے ردّعمل کی وجہ سے جو بیشک اسلامی تعلیم کے مطابق غلط ردّعمل ہی ہو، معاشرے کا امن برباد ہوتا ہے۔ اب ان لکھنے والوں یا خاکے بنانے والوں سے کوئی پوچھے کہ تم نے کہاں سے اور کتنا اسلام کا مطالعہ کیا ہے جو تم اسلام پر اعتراض کر رہے ہو۔ جو بانیٔ اسلام اور قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہو یا استہزاء کرتے ہو۔ یہ کونسا انصاف اور کون سا عدل ہے۔ ویسے تو ان کے بڑے دعوے ہیں۔ مسلمانوں پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے عمل بھی تو دیکھیں۔ اگر چند گروہوں یا لوگوں کا اسلام کے نام پر غلط رویّہ ہے تو کیا غیر مسلموں کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ ان تمام مسلمانوں کے اور ہم احمدی جو اسلام کی امن پسندی اور عدل پر مبنی تعلیم کا پرچار کرتے ہیں ہمارے دل بھی زخمی کریں صرف اس لئے کہ اس وقت مسلمانوں کی اکثریت یا ایشیائی ہے یا افریقی ممالک میں ہے۔

پس دنیا کے امن کے لئے ہمیں تو یہ انصاف پر مبنی تعلیم قرآن کریم نے دی ہے کہ نہ کسی پر قومی تمسخر کرنا ہے، نہ مذہبی تمسخر کرنا ہے، نہ بلا وجہ ایک دوسرے پر عیب لگانے ہیں، نہ کسی کے نام اور کردار کو بگاڑنے کی کوشش کرنی ہے۔ قرآن کریم تو ان جھگڑوں کو ختم کرنے اور امن کے قائم کرنے کے لئے یہاں تک کہتا ہے کہ بتوں کو پوجنے والوں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل سے بڑھ کر احسان کی کیا مثالیں قائم فرمائیں۔ ایک صحابی ایک یہودی کے یہ کہنے پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے افضل ہیں اور اس بات پر اس یہودی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر آنا کہ میرے جذبات کو ٹھیس لگی ہے اور آپؐ کا اس پر یہ ردّعمل دکھانا کہ صحابی کو بلایا اور فرمایا کہ کیونکہ یہ کہتے ہیں ہمارے جذبات کو ٹھیس لگی ہے یا اس کے جذبات کو ٹھیس لگی ہے، ان کو تکلیف پہنچتی ہے اس لئے ان یہودیوں کے سامنے مجھے موسیٰ سے افضل نہ کہو۔ باوجود اس حقیقت کے کہ حضرت موسیٰ پر آپ کو فضیلت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم و الیھود۔ حدیث 2411)

پس یہ عمل ہیں جو عدل سے بڑھ کر احسان کے نمونے دکھاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا کا امن برباد نہ ہو۔ فسادوں کو ہوا دینے کی بجائے فسادوں کو دبایا جائے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا وہ اعلیٰ معیار ہے جو احسان کرتے ہوئے امن اور سلامتی کو یقینی بناتا ہے۔ لیکن جن کی اٹھان ہی اس تربیت کے ساتھ ہو رہی ہو کہ تمہاری آزادی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ آزادیٔ رائے اور آزادیٔ اظہار کو انسانوں نے غلط معنی پہنا کر دنیا کا امن برباد کر دیا ہوا ہے۔ جب کہو کہ کسی کا تمسخر یا کسی کے بزرگ کا تمسخر اڑا کر یا کسی کے پیارے کا تمسخر اڑا کر تم دنیا میں فساد پیدا کرتے ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ برداشت ہونی چاہئے۔ حالانکہ ان کے اپنے بعض ایسے قوانین ہیں جو یہ روکتے ہیں کہ فلاں کام نہیں کرنا۔ اس وقت ان کی برداشت کہاں جاتی ہے۔ اور کہہ دیتے ہیں تم برداشت کرو ہم تو اس طرح ہی کرتے رہیں گے۔ بعض جگہ سکولوں میں استاد یہ کہتے ہیں کہ مسلمان بچوں کے سامنے ان کے دین کا مذاق اڑایا جائے یا بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ ان کا مذاق اڑاؤ اور ان کے دین کو برا کہو یا ایسے رنگ میں بات کرو جو مسلمان بچے کو بری لگے اور اگر مسلمان اس پر ردّعمل دکھائے تو کہو کہ یہ شدت پسند ہے۔

پس ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے دونوں فریقوں کو کوشش کرنی ہوگی۔ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے فتنہ اور فساد کو روکنے کے لئے عدل سے بڑھ کر احسان کرنا ہوگا اور غیر مسلموں کو، مقتدر لوگوں کو، حکومتوں کو کم از کم عدل کے معیار قائم کرنے ہوں گے تب دنیا سے فساد مٹ سکتے ہیں اور یہ جھگڑے جو ہیں اور جذبات کو انگیخت کرنے کی باتیں جو ہیں یہ اب چھوٹے جھگڑے جو تھے یہ بین الاقوامی جھگڑوں کی صورت میں بدلتے جا رہے ہیں۔ پہلے جب میں کہتا تھا کہ اس قسم کی باتیں اور عدل سے ہٹے ہوئے رویے جنگ کی طرف لے جا رہے ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ ایٹمی جنگ کی طرف بھی لے جا سکتے ہیں تو ان کے اکثر حکومتی سربراہ اور تجزیہ نگار اور سیاستدان کہا کرتے تھے، آج بھی انہوں نے اظہار کیا کہ بڑی دُور کی کوڑیاں ملا رہا ہے، بڑی مایوس قسم کی باتیں کرتا ہے، ایسی بھی کوئی آفت نہیں آئی ہوئی کہ جنگ ہو جائے۔ اور اب خود یہ لوگ بیان دینے لگ گئے ہیں کہ ایٹمی جنگ ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیڈر کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم سرخ بٹن دبا دیں گے۔ یعنی ایٹمی حملہ شروع ہو سکتا ہے۔

لکھنے والوں کی مثال دیتا ہوں۔ ایک صاحب ہیں ولیم جے پیری (William J Peri) جو کلنٹن حکومت میں ڈیفنس سیکرٹری ہوتے تھے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے 'اے سٹارک نیوکلیئر وارننگ' (A Stark Nuclear Warning) جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آج ایٹمی تباہی کا خطرہ اس سے بہت بڑھ کر ہے جو 'کولڈ وار' (Cold War) کے دوران تھا اور لوگوں کی اکثریت خوش فہمی میں پڑی ہوئی اس خطرے سے بے خبر ہے۔

اسی طرح نیویارک ٹائمز نے بھی لکھا اور اس طرح کے بہت سے تجزیہ نگار ایسی خبریں دینے لگ گئے ہیں۔ بہرحال یہ تو ظاہر ہے کہ جس خوش فہمی میں دنیا پہلے پڑی ہوئی تھی اب ان کو نظر آنا شروع ہو گیا ہے کہ خطرے کی گھنٹیاں بجنی شروع ہو گئی ہیں۔ اگر مسلمان ممالک اس کی وجہ بن رہے ہیں تو یہ بھی اسلام کے احکامات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے اور بڑی طاقتیں اس امن کو برباد کرنے کی وجہ بن رہی ہیں۔ اگر بڑی طاقتیں عدل سے کام لیں تو یہ حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

قرآن کریم دنیا کی حکومتوں اور قوموں کے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے کیسی عادلانہ اور منصفانہ تعلیم دیتا ہے۔ آجکل بین الاقوامی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے یہی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات: 10) اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

یہاں بیشک مومنوں کو مخاطب کر کے بات کی گئی ہے لیکن جو باتیں ہیں ہر عقلمند کہے گا کہ ایسی باتیں ہیں جو یقیناً انصاف پر قائم رہتے ہوئے امن کی ضمانت بن جاتی ہیں اور اگر مسلمان عقل کریں تو اس پر چل کر دنیا کے سامنے نمونہ بن جائیں۔ یقیناً یہ نمونہ دنیا کو امن کی طرف کھینچنے والا ہوگا۔ اگر کوئی ملک لڑے اور اصلاح کے باوجود اثر نہ ہو تو پھر صرف دکھاوے کے لئے ریزولیوشنز اور نصیحتیں کام نہیں آتیں بلکہ فرمایا کہ سب مل کر جو قوم زیادتی کر رہی ہے اس کے خلاف لڑو اور جب امن قائم ہو جائے، صلح ہو جائے پھر بہانے تلاش کرتے ہوئے پابندیاں نہ لگاؤ۔ بعض حقوق سے دوسروں کو محروم نہ کرو بلکہ قائم کرو۔ اب ہو کیا رہا ہے۔ اس کے بالکل الٹ۔ گزشتہ دنوں خبر تھی کہ مغربی ممالک نے کئی بلینز ڈالر کا اسلحہ سعودی عرب کو بیچا ہے۔ یہاں ایک انگریز بھی لکھنے والے ہیں، میرا خیال ہے سیاستدان ہی ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ یہ جو (اسلحہ) بیچا گیا ہے یمن کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ اگر اس میں سے بہت کم رقم سعودی عرب یمن کی ترقی کے لئے خرچ کرتا تو جنگ بھی نہ ہوتی اور تباہی بھی نہ ہوتی۔ تو اس طرح باقی ملکوں اور جگہوں کا حال ہے۔ اگر مسلمان ممالک عدل پر قائم رہتے ہوئے اس طرح امن قائم کرنے کی کوشش کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور ترقی یافتہ ممالک عدل سے کام لیتے ہوئے اسلحہ بیچ کر اپنا فائدہ اٹھانے کی بجائے امن کے قیام کی کوشش کرتے تو آج کل کی جو بھیانک صورتحال ہے جس کا تجزیہ نگار نقشہ کھینچ رہے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہوتی۔ لیکن ذاتی مفادات نے ہر ایک کو اندھا کر دیا ہے اور یہی کچھ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ یا تو انصاف نہ کرتے ہوئے ہاری ہوئی قوم کو سزائیں دو یا انصاف کے خلاف چلتے ہوئے اپنی مرضی کے سربراہوں اور حکومتوں کی مدد کرتے رہو۔ جنگ عظیم دوم کے بعد سے یہی کچھ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے تیسری جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ پس اگر اس سے بھی بچنا ہے تو وہ طریق اختیار کرنا ہوگا جو اسلام ہمیں بتاتا ہے، جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے عدل سے بڑھ کر احسان اور پھر ایتائے ذی القربیٰ کے نمونے دکھاتا ہے۔

پس یہ ہے قرآن کریم کی تعلیم۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ جو مسلمان ہو کر اس پر عمل نہیں کرتا یہ اس کا قصور ہے، نہ کہ تعلیم کا۔ یہ بات بہرحال یقینی ہے کہ جب بھی دنیا میں امن قائم ہوگا اس تعلیم پر عمل کرنے والوں کے ذریعہ سے ہی ہوگا۔ دنیاداروں کی کوئی کوشش اور کوئی نظام دائمی اور انصاف کے معیاروں کو چھونے والا عدل قائم نہیں کر سکتا۔ ہمارے جو وسائل اور طاقت ہے اس کو استعمال کرتے ہوئے ہم نے دنیا کو بتانا ہے کہ کس طرح اسلام کی صحیح تعلیم کا عمل ہے جس سے تم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو عقل بھی عطا کرے۔

اللہ کرے کہ اب جلسے کے بعد آپ لوگ خیریت سے بحفاظت اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور وہاں بھی ہمیشہ خیریت سے رہیں۔ ہر شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ سب کو محفوظ رکھے اور یہاں سے جو باتیں آپ نے سیکھی ہیں ہمیشہ ان پر عمل کرنے والے بھی ہوں، ان کو زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔ اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اب دعا کر لیں۔ دعا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 5

مضامین کے اس سلسلہ میں کہیں بیان ہو چکا ہے کہ عام آدمی کی اور خلیفۃ المسیح کے ذہن اور فکر کی wave lengthمیں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ہمارے ذہن زمین پر لوٹیں لگاتے ہیں تو خلیفۃ المسیح کا فکر آسمان پر پرواز کرتا ہے۔پھر ہماری مجبوری ہے کہ ہم اپنے ذہن کے مطابق تمام معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ خلیفۃ المسیح کی فراست ہمارے 3Dمیں مقید اذہان سے بالاتر کسی اور جہت سے تعلق رکھتی ہے۔اس بات کا متعدد مرتبہ تجربہ یوں ہوا کہ خاکسار جس روز یہ سوچ کر ملاقات کرنے گیا کہ آج جو چار پوائنٹ میرے پاس لکھے ہیں، ان پر بہت وقت لگ جائے گا کیونکہ ان میں سے کچھ مسائل پیچیدہ ہیں، تو اس روز حضور نے ہر معاملہ پر ایک ایک ثانیہ میں جواب عنایت فرمایا اور چاروں باتوں پر رہنمائی چند منٹ میں حاصل ہوگئی۔جس روز خیال تھا کہ آج تو دو ہی باتیں پوچھنے والی ہیں، معمولی سی باتیں ہیں جلد طے ہو جائیں گی، اس روز ہر بات پر دس دس، پندرہ پندرہ منٹ حضور انور نے عنایت فرمائے اور ان سے متعلق اور دیگر باتیں بھی دریافت فرمائیں، ان پر بھی تفصیل سے رہنمائی سے نوازا۔کبھی یوں ہوا کہ چند منٹ کا مختصر fillerبنایا جو ایم ٹی اے پر چلنا ہے۔خواہش ہے کہ حضور دیکھیں مگر ارشاد ہوا کہ یہاں رکھ دو، دیکھ سکا تو دیکھ لوں گا۔لیکن پھر کبھی یہ کہ 45 منٹ کا پروگرام ہے ۔ ملاقات میں اس کی DVD پیش کی۔فرمایا: لگاؤ۔ اٹھ کر حضور کے کمرے میں رکھے DVDپلیئر میں پروگرام چلایا۔ خود ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ پروگرام چل رہا ہے اور حضور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ دفتری ڈاک، ذاتی ڈاک کے انبار ہیں جو حضور کے سامنے رکھے ہیں۔ اگر 45 منٹ کا پروگرام ہے تو میرا مشاہدہ ہے کہ حضور کی نظرِ مبارک ٹی وی کی سکرین پر جتنی دیر ٹھہری، وہ دورانیہ 45 سیکنڈ یا حد ہوئی تو ایک منٹ بنتا ہوگا۔ باقی کا سارا وقت حضور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کہیں اچانک حضور نے روکا اور ہدایت ارشاد فرمائی۔ پہلے پہل تو یہ ہوتا کہ میں نے تو چونکہ بننے کے سارے مراحل دیکھ لئے ہوتے تھے، پھر پروگرام بن جانے کے بعد کئی دفعہ اسے review بھی کر لیا ہوتا تھا، اس لئے اس وقت اتنی توجہ مرکوز نہیں رہتی تھی۔ بلکہ ایسے میں حضور انور کو نظر بھر کر دیکھنے کا شوق پورا کیا کرتا تھا۔مگر ایسے مواقع نے یہ سبق سکھا دیا کہ خود بھی توجہ برقرار رکھی جائے کیونکہ حضور نے اچانک اگر کچھ پوچھ لیا تو یہ نہ ہو کہ خود مجھے معلوم ہی نہ ہو کہ کیا بات چل رہی ہے۔مگر جہاں بھی حضور انور نے نظر اٹھا کر دیکھا، وہاں اکثر کچھ اصلاح طلب بات ہوتی ہے۔

ایک پروگرام تیار کیا گیا جس میں غیر احمدی مسلمانوں کے احتجاجی جلوس کے مناظر تھے۔اچانک حضور کی نظرِ مبارک ٹی وی سکرین کی طرف اٹھی۔ حضور نے تصویر کو وہیں روکا اور دُور پس منظر میں ایک آدمی کے چہرہ کے بارہ میں فرمایا کہ بالکل ہمارے فلاں احمدی کی طرح کا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو بالکل وہی چہرہ۔خود متعدد مرتبہ پروگرام کی تیاری کے دوران اس فوٹیج کو دیکھا تھا۔ ساتھ کام کرنے والے دوست بھی اس چہرہ سے اچھی طرح واقف تھے مگر کسی کی توجہ اس طرف نہ گئی تھی۔ واپس آکر اپنے رفقائے کار کو احوال سنایا تو سب نے دوبارہ وہ حصہ دیکھا۔ سب اس احمدی دوست سے خوب واقف تھے جن سے اس شخص کی مشابہت تھی، لہذا سب کہہ اٹھے کہ مشابہت تو صد فی صد ہے۔ یہ اگرچہ بظاہر ایک ضمنی بات تھی مگر اس میں بھی attention to detail کا گہرا سبق تھا۔ اگرچہ وہ صاحب وہ نہیں تھے جن سے ان کی مشابہت تھی مگر مجھے میرے شعبہ کے حوالہ سے یہ سبق ملا کہ کوئی بھی ایسا امر نظر انداز نہیں ہونا چاہیے۔

بات چل رہی تھی کہ ہم کچھ سوچ کر جاتے ہیں، ہوتا کچھ اور ہے۔ ہم اپنی عقل کے مطابق سوچتے ہیں، وہاں فراست کا دھارا کسی اور سمت چل رہا ہوتا ہے۔ انسان اپنی کم عقلی کے باعث ہمیشہ اپنی توقعات کو درست خیال کرتا ہے۔اور اگر دنیا کا کوئی کام اس کی توقعات کے مطابق نہ ہو تو وہ اپنی عقل کے محدود ہونے اور اپنی توقعات میں غلطی کے امکان کی گنجائش نکالنے کی بجائے نتیجہ میں نقص تلاش کرنے لگتا ہے جو اس کی توقع کے مطابق نہ نکلا ہو۔ اس بات میں سب سے زیادہ احتیاط حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ پیش آنے والے معاملات میں رکھنی چاہیے۔ یا تو اپنی توقعات اور خیالات کو اس کی فراست کے سامنے ہیچ مان لیں، یا اگر ایسا کرنے میں دقّت ہو تو بیعت کے الفاظ اور اپنی ذیلی تنظیم کے عہد کو دوبارہ پڑھ لیں اور اپنے ایمان کی فکر کریں۔ ہماری حالت تو وہ ہونی چاہیے جو میرے جواں مرگ مرحوم دوست سید ناصر احمد نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کی کہ ۔

قدم بڑھا دیا ہم نے تیرے قدم کے ساتھ
ہمیں خبر بھی نہیں کون سے یہ زینے ہیں

اور پھر جب ایک صدی سے زائد عرصہ اس بات کا گواہ ہو کہ خلیفۃ المسیح کے ساتھ قدم بڑھانے ہی میں عافیت ہے، تو کون چاہے گا کہ اپنی عقل اور اپنی اٹکل کے بل بوتے پر جُوا کھیلتا پھرے۔

حضور انور کی فراست کا دھارا جس سمت اور جس فراز پر چلتا ہے، اس کے ادراک کا مجھے ہی نہیں، کسی کو بھی دعویٰ نہیں کرنا چاہیے، کہ ہم سب ایک نشیب سے دنیا کو دیکھتے ہیں۔ مگر جو کچھ مشاہدے میں آیا، اسے پیش کرتا ہوں۔

اصل مضمون کی طرف آنے سے قبل اوپر بیان ہونے والے واقعہ کی کچھ تفصیل عرض کر دینا ضروری ہے۔ یہ تو بتا دیا کہ حضور اپنے سامنے رکھے خطوط کے انبار سے گزر رہے ہوتے ہیں اور اس کے باوجود ٹی وی پر چلنے والے پروگرام کی جزئیات تک سے واقف ہوتے ہیں، مگر یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ حضور خطوط میں سے سرسری نہیں گزر جاتے۔ یہ بھی نہیں کہ صرف دستخط فرما رہے ہوتے ہیں۔ حضور ساتھ بات سنتے جاتے ہیں، پروگرام کوئی بغرضِ ملاحظہ پیش ہوا ہو تو وہ بھی چلتا رہتا ہے، ساتھ خطوط ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ خطوط کو ملاحظہ فرمانے کا جو احوال میں نے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ خلاصوں کے علاوہ پیش ہونے والے خطوط کا نفسِ مضمون حضور خود پڑھتے اور ضرورت ہو تو اس پر ہدایت رقم فرماتے ہیں۔ ذاتی خطوط میں سے جن کا خلاصہ پیش ہوتا ہے، اس پر حضور کے نوٹ کے مطابق جواب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری نے تیار کیا ہوتا ہے۔ مگر جب یہ ذاتی خط دستخط ہونے کے لئے حضور کے پاس آتا ہے، تو اصل خط اس کے ساتھ لف ہوتا ہے۔ ان بابرکت لمحات میں جو حضور کے قدموں میں میسر آتے ہیں، ان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں خطوط میں سے گزرتے حضور کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اور ہزاروں مرتبہ کا مشاہدہ ہے کہ حضور بعض دفعہ اصل خط جو ساتھ لف ہوتا ہے، اسے دیکھتے اور پھر جواب کو دیکھ کر دستخط ثبت فرماتے ہیں ۔ اور یہ بھی سینکڑوں دفعہ دیکھا کہ جہاں کوئی تبدیلی درکار ہو، وہ خط پر تحریر فرماتے ہیں جس کے مطابق جواب میں تبدیلی ہو کر دوبارہ پیش ہوتا ہے۔ جو کچھ حضور اپنے دستخط کے ساتھ کسی بھی احمدی کو، ذاتی یا انتظامی طور پر، تحریر فرماتے ہیں، وہ تاریخ کا حصہ بننے جا رہا ہوتا ہے۔ حضور ہر لفظ کو باریکی سے پڑھتے ہوئے ساتھ ساتھ دیگر کام جاری رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک زمانہ میں ایک شخص ہی کو مل سکتی ہے، اور وہ ایک شخص اِس زمانہ میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر کہ ہم نے یہ زمانہ پایا اور خدا کے چنیدہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔

اب واپس اس بات کی طرف آتے ہیں کہ ہم کیا سوچتے ہیں اور وہاں فراست کا دریا کن چوٹیوں کو سر کرتا، کن میدانوں سے گزرتا، کن سمندروں کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔

....

پروگرام الحوار المباشر ایم ٹی اے کا پہلا پروگرام تھا جس میں ناظرین کو لائیو سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔ احمدی، غیر احمدی سبھی کو یہ موقع میسر آیا کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کو سمجھنے کے لئے لائیو سوال پوچھ لیں۔ یہ پروگرام ایم ٹی اے کی تاریخ کا ایک بہت بڑا break throughتھا۔ حضور انور کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا تھا، سو اللہ تعالیٰ نے اس پروگرام کے لئے عرب دنیا کے دلوں میں بہت مقبولیت پیدا فرمائی۔

اس پروگرام کے شروع ہونے پر اور اس کے بابرکت نتائج دیکھنے پر ناظرین کی طرف سے اصرار ہونے لگا کہ اردو زبان میں بھی ایسا پروگرام پیش کیا جائے۔ ناظرین کی آراء ایم ٹی اے کے لئے ہمیشہ بہت اہمیت کی حامل رہی ہیں۔ پس ان آراء کو جب بھی زیرِ غور لایا گیا، انتظامیہ کا یہی خیال رہا کہ اردو اور پنجابی مزاج کے حامل ناظرین جب کال کریں گے تو جانے کیا کہہ بیٹھیں اور لائیو ایسے سوالات کو سنبھالنا مشکل نہ بن جائے۔ لہٰذا ایسے کسی پروگرام کو خارج از امکان خیال کیا جاتا رہا۔ ناظرین کے اس اصرار سے حضور انور کو بھی آگاہی تھی۔

ان دنوں ایم ٹی اے پر خبریں تو پیش کی ہی جاتی تھیں مگر حضور انور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم پر ایک ماہوار رپورٹ خبروں کی شکل میں پیش کی جائے۔ تعمیلِ ارشاد میں پرسیکیوشن نیوز کا اجراء کیا گیا (معاف کیجئے کہ اس لفظ persecution کا کوئی اردو مترادف نہیں، حالانکہ یہ ظلم سب سے زیادہ اس ملک میں رائج ہے جس کی قومی زبان اردو ہے)۔ خاکسار کے ساتھ برادرم محترم عابد وحید خان صاحب اور برادرم محترم مشہود اقبال صاحب اور کبھی محترم داؤد خان صاحب شریکِ گفتگو ہوتے۔ ناظرین کی طرف سے اس پروگرام کو بہت سراہا گیا۔ ابھی اس پروگرام کو شروع ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ پاکستان کے ایک نجی ٹیلی وژن چینل پر ایک نام نہاد عالم دین نے ایک پروگرام پیش کیا اور اس میں مختلف فقہاء سے جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والوں کو واجب القتل قرار دلوایا۔ پاکستان کے بالعموم بے حس معاشرہ میں اگر کوئی حس زندہ رہ گئی ہے تو وہ جماعت احمدیہ سے عناد اور اس سے وابستہ حسّاسیت ہے۔ عام عوام کو تو جیسے اس فتویٰ کا انتظار تھا۔ چند ہی دن میں سندھ میں دو نہایت بزرگ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک جناب عبدالمنان صدیقی صاحب تھے جو بلحاظِ پیشہ ڈاکٹر تھے اور دن رات غریب مریضوں کے علاج میں صَرف کرتے تھے۔ انہیں بھی اس فتوی کے نشر ہوتے ہی شہید کر دیا گیا۔

پرسیکیوشن نیوز میں اس پروگرام اور اس میں نشر ہونے والے غلط عقائد کی نشاندہی کی گئی اور ان شہادتوں کا ذکر بھی کیا گیا جو اس پروگرام کے نتیجہ میں واقع ہوئی تھیں۔ ہماری گفتگو کا بہت سا حصہ جماعت احمدیہ کے عقائد کی طرف جھک گیا اور کئی پروگراموں میں یہ جھکاؤ برقرار رہا۔ حضور انور کے ارشاد پر ایک ای میل اکاؤنٹ بنایا گیا جس میں لوگ جماعت احمدیہ کے عقائد سے متعلق اپنے سوالات بھیجنے لگے۔ ہم اگلے پروگرام میں ان سوالات کے جوابات دیتے۔ حضور کی اجازت سے پروگرام کا دورانیہ بھی بڑھانا پڑا اور ماہوار کی بجائے اسے پندرہ روزہ کر دیا گیا تاکہ ناظرین کو جواب کے لئے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔ مگر اس دَور میں یہ وقفہ بھی بہت زیادہ وقفہ تھا۔

حضور انور نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ اس پروگرام سے نیوز کا لیبل اتار کر اسے ایک علیحدہ پروگرام کے طور پر نشر کیا جائے اور نام صرف persecution کر لیا جائے۔ چونکہ اب سوالات دینی نوعیت کے ہونے لگے تھے، لہذا حضور انور نے فرمایا کہ اب پروگرام میں ایک ماہرِ قانون اور ایک عالم دین شامل ہوں۔ ابتدائی پروگراموں میں مولانا عطاء المجیب راشد صاحب اور مولانا لئیق احمد طاہر صاحب اور ساتھ کبھی محترم داؤد خان صاحب اور کبھی مشہود اقبال صاحب شامل ہوتے رہے۔ یہ پروگرام ریکارڈ ہوتا اور پھر اسے کچھ روز بعد نشر کیا جاتا۔ اب حضور کی اجازت سے پروگرام میں سوال ریکارڈ کروانے کے لئے ایک ٹیلی فون نمبر بھی دے دیا گیا جہاں لوگ اپنے سوال ریکارڈ کروا دیتے اور ہم انہیں سن کر اگلے پروگرام کی ریکارڈنگ میں ان کا جواب پیش کر دیتے۔ ان ریکارڈ شدہ سوالات اور تبصروں کو سننا بھی ایک الگ کہانی تھی۔ پروگرام ریکارڈ شدہ ہوتا۔ جس روز نشر ہوتا اس روز یہ نمبر سکرین پر دکھایا جاتا اور اس کے اگلے روز خاکسار ٹیلی فون پر ریکارڈ شدہ یہ سوالات سنتا۔ اگرچہ اکثریت معقول سوالات کی ہوتی، مگر بہت سے شریر طبع لوگ ایسی مغلّظات ریکارڈ کرواتے کہ سنتے ہوئے ہوش اڑ جاتے۔ خیر، ان میں سے سوالات لئے جاتے اور اگلی ریکارڈنگ میں ان کا جواب شامل کر دیا جاتا۔ رفتہ رفتہ پروگرام کا نقشہ بالکل تبدیل ہو گیا۔ سوالات اس کثرت سے آتے تھے کہ ان کے جواب دینے کے لئے بھی وقت کافی نہ لگتا کجا یہ کہ پرسیکیوشن کی بات کی جائے۔ ہر پروگرام حضور انور کی خدمت میں بغرضِ ملاحظہ پیش ہوتا اور رہنمائی کی درخواست کی جاتی۔ ہر ہر قدم پر حضور انور رہنمائی فرماتے۔ شرکاء پروگرام کے لئے ارشادات ہوتے کہ فلاں سوال کا جواب یوں زیادہ بہتر تھا، یوں کہنا چاہیے تھا اور یوں نہیں کہنا چاہیے تھا۔ یہ ارشادات شرکاء کو پہنچائے جاتے۔ خاکسار کے لئے بطور میزبان پروگرام کو بہتر بنانے کے لئے بہت سی ہدایات ہوتیں۔ مجھے ایک لمبا عرصہ یہ گمان رہا کہ حضور مکمل پروگرام ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مگر کس وقت؟ یہ سمجھ نہیں آتی تھی۔ پھر ایک روز حضور انور نے بتا کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ حضور کبھی کہیں کسی موقع پر اتفاق سے چند لمحوں کے لئے پروگرام دیکھتے ہیں۔ خدا کے چنیدہ خلیفہ کے ایسے لمحات بھی کیسے چنیدہ ہوتے ہیں کہ وہاں وہ بات نظر آجائے جو اصلاح طلب ہے اور جہاں

جماعت کی نمائندگی بہتر رنگ میں ہوسکتی ہے۔

ایک روز حضور نے فرمایا کہ تم لوگ یہ پروگرام کتنے takes میں کرتے ہو؟

عرض کی کہ حضور بالعموم رکنا نہیں پڑتا۔ کہیں کسی کو کھانسی آجائے یا کوئی ٹیکنیکل مشکل پیش آجائے تو رک جاتے ہیں ورنہ پروگرام روانی سے ایک ہی ٹیک میں ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اگلا پروگرام صرف ایک take میں ریکارڈ کرنا ہے۔

حسبِ ارشاد سب کو بتا دیا گیا کہ ریکارڈنگ کے دوران کہیں رکنا نہیں ہے، لہذا سب انتظامات پہلے دیکھ لئے جائیں۔ اگلی ملاقات میں عرض کی کہ حضور، پروگرام ایک ٹیک میں روانی سے ریکارڈ ہوگیا تھا۔ فرمایا اگلا بھی اسی طرح کرنا ہے۔ حسبِ ارشاد ایسا ہی کیا گیا۔ پھر تیسری دفعہ ایسا ہی کرنے کا ارشاد ہوا اور ایسا ہی کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ عرض کی کہ حضور کل رات بھی پروگرام ایک ہی ٹیک میں ریکارڈ ہوا ہے تو فرمایا پھر پروگرام لائیو کیوں نہیں کرتے؟ چونکہ ہم تو ایسے کسی بھی امکان کو خارج از قیاس سمجھ بیٹھے تھے، لہذا ایسا کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور نے تین مرتبہ پروگرام کو ایک ٹیک میں ریکارڈ کرنے کا ارشاد فرمایا تب بھی ذہن اس طرف نہیں گیا کہ یہ حضور ہمیں لائیو پروگرام کی تیاری کروا رہے ہیں۔

فوراً عرض کی کہ جی حضور، اگلا پروگرام لائیو کر لیتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ اگلے ہفتہ کے دن تو نیشنل اجتماع ہو رہے ہیں۔ لوگ اس میں مصروف ہوں گے۔ لائیو پروگرام کے لئے تو تمہیں مضبوط ٹیم چاہیے۔ اجتماع ہو جائیں پھر ٹیم بنا کر پروگرام شروع کرو۔

دنیا کے سب سے مصروف آدمی کے سامنے جماعت احمدیہ کا کیلنڈر کس طرح مستحضر رہتا ہے؟ خدا جانے۔ لیکن دیکھیے تو سہی، ایک طرف لائیو پروگرام کی تیاری کروائی، پھر اس کا حکم بھی دے دیا، پھر یہ بھی خیال ہے کہ ٹیم بنانی ہے اور ٹیم بنانے میں کوئی دقّت نہ ہو۔ اور سب سے بڑا سبق یہ کہ جوش کی بجائے ہوش کو مقدم رکھا جائے۔

پھر اس پروگرام کی نوعیت چونکہ تبدیل ہو چکی تھی، لہذا لائیو پروگرام کو 'راہِ ہدیٰ' کے نام سے شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ لائیو پروگرام میں ایک قباحت جو نظر آرہی تھی وہ یہ تھی کہ وائس میسج کی شکل میں جو پیغامات ریکارڈ ہوتے تھے، ان میں شریر طبع لوگ مغلظات بھی ریکارڈ کرواتے تھے۔ وہ سب اگر لائیو کال کرنے لگے اور بدزبانی کی تو ساری جماعت کے لئے تکلیف کا سامان پیدا ہوگا۔ یہ اندیشہ خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو ارشاد ہوا 'کچھ نہیں ہوگا۔ شروع کرو'، یوں حضور انور نے اس پروگرام کا پودا لگایا۔ ہم بے موسم بیج ڈالنے کی باتیں کرتے تھے اور فصل کے بدنتائج کے اندیشوں سے مایوس ہو جاتے تھے۔ بقولِ شاعر ؎

وہ شجر بوئے نہیں جن کے ثمر مانگتے ہیں

مگر حضور کو معلوم تھا کہ بیج ڈالنے کا موسم کب ہے، پودا بڑھنے کا وقت کب ہے، گرین ہاؤس میں اسے پروان کیسے چڑھانا ہے، اور پھر اسے کھلی ہواؤں، بارشوں اور دھوپ میں کب چھوڑنا ہے۔ مگر کھلی فضا میں جب چھوڑا تو حضور نے اس پودے کی خود نگہداشت فرمائی۔ ہر پروگرام سے پہلے، ہر پروگرام کے بعد حضور انور ہدایت اور رہنمائی سے نوازتے۔ کہیں جواب نامکمل رہ جاتا تو حضور رہنمائی فرماتے اور اگلے پروگرام میں اس کی تصحیح کر دی جاتی۔

....

بات چل رہی ہے تو ایک اور بات بھی یاد آگئی۔ ایک مرتبہ کسی کالر نے پوچھا کہ اسلام میں تو صرف دو طرح کے سفر کو لازم قرار دیا گیا ہے، ایک حج کے لئے، دوسرے جہاد کے لئے، یہ آپ لوگ جلسہ سالانہ کے لئے سفر اختیار کروانے والے کہاں سے آگئے؟

ہمارے علماء نے اس کا جواب تو دے دیا۔ اگلے روز ملاقات میں جہاں تمام سوالات حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے، وہاں اس سوال کا ذکر بھی ہوا۔ حضور نے یہ سوال خاص توجہ سے سنا۔ پھر دریافت فرمایا کہ کیا جواب دیا تھا۔ جواب عرض کیا گیا تو حضور نے اپنے پہلو میں پڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی طرف اپنی کرسی کا رخ موڑا۔ مجموعہ اشتہارات کی ایک جلد اٹھائی۔ کچھ صفحات پلٹے اور فرمایا کہ اس کا جواب تو یہاں ہے۔ یہی اعتراض کسی نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں پورا ایک اشتہار شائع فرمایا۔ پھر حضور انور نے وہ اشتہار پڑھنا شروع کیا۔ دو صفحات مسلسل پڑھتے جاتے اور جس رفتار سے پڑھتے، وہ غیر معمولی تھی۔ لیکن ہر لفظ صاف اور قابلِ فہم، ویسا نہیں جیسا ہم تیزی سے پڑھیں تو بہت سے الفاظ کو گڑبڑا دیتے ہیں۔ فرمایا، یہ ہے اس کا جواب۔ پوچھنا چاہا مگر پوچھ نہ سکا کہ اس سرعت سے اس جواب کا ذہن میں آجانا، پھر یہ بھی کہ اس کا جواب کہاں ہے، پھر وہیں سے کھولنا اور پڑھ کر سنانا، یہ سب کیسے ممکن ہوا۔ میں جس تعجب کو لے کر ملاقات سے باہر آیا تھا، وہ تعجب اور حیرت آج بھی گویا جوں کی توں ہے، کیونکہ یہ ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ کسی عربی قصیدہ کا ذکر تھا۔ حضور نے فوراً القصائد الاحمدیہ نامی کتاب اٹھائی، متعلقہ قصیدہ تلاش فرمایا اور اس میں وہ اشعار دکھائے کہ یہ یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضور کی یہ سب کتب اپنی حالت سے کثرتِ استعمال کا پتہ دیتی ہیں۔ خاص طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب تو زبانِ حال سے گویا کہتی ہیں کہ یہ روزانہ اور کثرت سے استعمال ہونے والی کتب ہیں۔ حضور انور کے پاس پڑا قرآن کریم کا نسخہ بھی ایسی ہی کہانی سناتا ہے۔ ہزاروں نشانیاں جابجا لگی ہوئی، صفحات کے کنارے اور جلد کی حالت صاف بتاتی ہے کہ وہ جسے اس دور میں قرآن کا سب سے زیادہ علم اور فہم ہے، وہ اس کتاب کا سب سے بڑا عاشق بھی ہے۔ پھر اس بات کا ثبوت تو ہر خطبہ، ہر خطاب، وقفِ نو کی ہر کلاس، جامعہ احمدیہ کے ساتھ ہونے والی ہر نشست سے بھی ہمیں روز ملتا ہے۔

تو یہ پروگرام راہِ ہدیٰ کی بنیاد اور اس کی نشوونما اور تربیت کا انداز تھا جس سے اس تفہیم کی بنیاد پڑی کہ خلیفۂ وقت کے time and space کا اپنا الگ جہان ہوتا ہے۔ ہمارے ذہن دیواروں پہ لٹکی گھڑیوں اور کیلنڈرز میں مقید ہوتے ہیں، مگر خلیفۂ وقت اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ ایک اور مدار میں ہوتا ہے۔ اگر ہمارا اور خلیفۂ وقت کا مدار ایک ہوتا تو نہ جماعت ہوتی، نہ خلافت ہوتی اور نہ اس للّٰہی قیادت میں چلنے والی جماعت دوسرے لوگوں کے ہجوم سے ممیّز و ممتاز ہوتی۔

یہ پروگرام ہر ہفتہ کے روز لائیو نشر ہوتا رہا اور آج بھی ہو رہا ہے۔ مئی 2009ء میں یہ پروگرام لائیو نشر ہونا شروع ہوا۔ پورے ایک سال کے بعد یعنی مئی 2010ء میں لاہور کی احمدیہ مساجد پر بہیمانہ ظلم کا واقعہ پیش آیا جو جماعت احمدیہ ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ایک ہی دن میں اتنی بڑی تعداد میں احمدیوں کے شہید ہونے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ ایسے میں پروگرام راہِ ہدیٰ نے حالاتِ حاضرہ کے پروگرام کی شکل اختیار کر لی۔ دنیا بھر کے احمدی فون کر کے اپنے جذبات کا اظہار کرتے اور اس واقعہ کو بنیاد بنا کر پاکستان کے کئی وزرا اور سینئر اہلکاروں اور دانشوروں سے رابطہ کیا گیا۔ ان کے انٹرویو ریکارڈ کر کے انہیں نشر کیا جاتا رہا۔ ہر انٹرویو سے قبل حضور سے دعا کی درخواست کی جاتی اور شاید ہی کبھی ہوا ہو کہ کسی حکومتی اہلکار نے انٹرویو سے گریز کیا ہو۔ خاکسار جب انہیں فون کرتا تو ان کے پاس تین ہی راستے ہوتے۔ یا تو وہ ہم سے بات کریں، یا وہ بات کرنے سے انکار کر دیں یا پھر بدزبانی کرتے ہوئے فون کو بند کر دیں۔ تینوں صورتوں میں فتح جماعت احمدیہ کی ہوتی کیونکہ یا تو وہ اس سانحہ پر اظہارِ افسوس کرتے، یا پھر کہتے کہ ہاں یہ ظلم ہوا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا، یا پھر بے بس ہو کر جماعت پر بدزبانی کرتے۔ تینوں صورتیں ان کے اس ظلم میں شریک ہونے کی گواہی دیتیں۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ جو لوگ معذرت کرتے وہ بڑی لجاجت سے معذرت خواہانہ انداز میں معذرت کرتے۔ مثلاً اُس وقت کے وزیر اطلاعات ونشریات نے متعدد مرتبہ وقت دیا کہ فلاں دن، فلاں وقت کال کر کے انٹرویو ریکارڈ کر لیں۔ مگر ہمیشہ ٹال مٹول کر جاتے۔ بالآخر ایک روز مقررہ وقت پر فون کیا تو کہنے لگے کہ یار، معاف کر دو۔ میں یہ انٹرویو نہیں دے سکتا۔ میں نے یہ معاملہ اوپر پیش کیا تھا۔ مجھے کلیئرنس نہیں ملی۔ میں نے پوچھا کہ اوپر سے کیا مراد ہے؟ تو کہنے لگے کہ ایک وفاقی وزیر سے اوپر کون ہوتا ہے آپ جانتے ہی ہیں۔ یہ تمام باتیں ریکارڈ ہو رہی ہوتی تھیں اور یہ بات ان کے علم میں بھی لائی جاتی تھی کہ گفتگو ریکارڈ ہو رہی ہے، مگر ہم آپ کی اجازت کے بغیر نشر نہیں کریں گے۔ بہت سے نام نہاد علماء دین اور وزیروں کی گفتگو ریکارڈ میں موجود ہے جس میں ایسی زبان استعمال کی گئی جو کسی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتی۔ مگر حسبِ وعدہ، ہم نے ان کی اجازت کے بغیر کبھی ان کی گل افشانیاں یا لجاجت سے کی گئی معذرتیں نشر نہیں کیں۔

بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ پروگرام جو حضور نے مئی 2009ء میں لائیو شروع کروایا، ایک سال پھلتا پھولتا رہا اور پھر لاہور کے واقعہ پر یہ ایک معروف پروگرام تھا جو اپنے غیر سبھی دیکھتے تھے۔ یوں ایک پروگرام حضور انور کی توجہ اور شفقت سے ایسا تیار تھا جس میں ہم حالاتِ حاضرہ پر گفتگو کرتے اور لوگوں تک بات پہنچنے کا سبب بن جاتا۔

یہی وہ پروگرام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولد و مسکن قادیان دارالامان سے لائیو نشر ہونے لگا اور آج تک بڑی کامیابی سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ارادہ کی کس طرح لاج رکھتا اور اسے کس طرح پروان چڑھاتا ہے، مذکورہ بالا واقعہ ان ہزاروں واقعات میں سے صرف ایک ہے، اور نہ جانے کتنے واقعات ہوں گے، جن میں سے کچھ ہم جانتے ہیں، اور ہزاروں ہیں جو ہمارے علم میں بھی نہیں اور لاکھوں ہوں گے جو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے اس محبوب کے درمیان راز و نیاز کی شکل میں محفوظ ہوں گے اور اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے۔

(باقی آئندہ)..............................

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF

JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

بقیہ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ

..............................از صفحہ نمبر 2

غیرتیں کہاں گئیں....'' (بدر 19 ستمبر 1912ء صفحہ 6 کالم 2)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کے کرب و الم پر آپؓ خاموش نہ رہے اور نہ ہی اس کا ازالہ آپؓ نے توڑ پھوڑ اور ہڑتالوں کی شکل میں کیا بلکہ ''حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا'' کے مصداق اس بیٹے نے ہتک آمیز مضامین کا جواب علمی مضامین کے ذریعہ دیا اور علمی دلائل کے ذریعہ ان مضمون نویسوں کی جہالت کو ظاہر کیا اور ہمیشہ کے لیے اس علمی خزانے کو محفوظ کر دیا اور یہ سلسلہ بھی جوانی سے ہی ہمیں نظر آتا ہے۔

ایک پادری صاحب W.A.Shedd نے رسالہ The Moslem World میں ایک مضمون بعنوان "The Influence of a Mohammedan Environment on the Missionary" لکھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا: (ترجمہ) ''مذہب اسلام کے بانی کے سوانح کی پیچیدگی نتیجہ ہے ان متضاد قویٰ کا جو اس کے اخلاق حصہ ہیں......(نعوذ باللہ)''

(The Moslem World Vol.1 No.3, January 1913 page 5)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس خلاف حقیقت مضمون کا جواب رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ اپریل 1913ء میں بعنوان ''کون سا مذہب متضاد خیالات کا جامع ہے اسلام یا مسیحیت'' میں دیا جس کا ذکر رسالہ دی مسلم ورلڈ نے اپنے اگلے شماروں میں کیا۔

1920ء میں ایک آریہ پروفیسر نے اسلام پر اعتراضات کئے تو آپؓ نے ان کے اعتراضات کے تفصیلی جوابات دیئے جو انوار العلوم میں ''اسلام پر پروفیسر رام دیو کے اعتراضات کے جوابات'' کے نام سے شائع شدہ ہیں۔

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 345-341)

ایک شیعہ مرزا احمد سلطان (لکھنؤ) نے ''ہفوات المومنین'' نامی ایک کتاب لکھی جس میں کتب حدیث کی بعض روایات کو ''دشمنان رسول و معاندان امہات المومنین کے تحائف'' قرار دیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا جواب دیا جو 'حق الیقین' کے نام پر شائع شدہ ہے۔ آپؓ نے اس میں تحریر فرمایا: ''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تصنیف کے اصل مخاطب اہل حدیث صاحبان ہیں اور اگر وہی مسلک ہم اختیار کرتے جو وہ لوگ ہمارے متعلق اختیار کیا کرتے ہیں تو شاید ہمارا طریق بھی یہ ہوتا کہ ہم اس جنگ کا لطف دیکھتے اور ایک دوسرے کی فضیحت اور تحقیر کو خاموشی سے ملاحظہ کرتے لیکن چونکہ ہمارا رویہ تقویٰ پر مبنی ہے اور اسلام کی محافظت اور اس کے خزائن کی نگرانی کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس لئے میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ یہ کتاب بلا جواب کے رہے اور اسلام کے چھپے دشمن اسلام کے ظاہری دشمنوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر رخنہ اندازی کرنے کا کام بلا روک ٹوک کرتے چلے جائیں۔''

(حق الیقین، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 282)

حضرت مصلح موعودؓ کی یہ کتاب ''حق الیقین'' مرزا احمد سلطان جیسے بداندیشوں کا جواب تو ہے ہی لیکن قارئین حدیث کے لئے بعض احادیث کی نہایت ہی لطیف اور منفرد شرح بھی ہے۔

(باقی آئندہ)..............................

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

خدمت خلق کے موضوع پر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کا سالانہ نمبر 2011ء

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کا سالانہ نمبر 2011ء خدمت خلق کے حوالہ سے خاص نمبر کے طور پر شائع کیا گیا ہے۔120 صفحات پر مشتمل یہ خصوصی اشاعت بنیادی طور پر تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قرآن وحدیث کے ارشادات نیز حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے فرمودات کو پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ کرام کے پاکیزہ نمونے شامل ہیں۔ جبکہ تیسرے حصہ میں جماعت احمدیہ اور اس کی ذیلی تنظیموں نیز ہیومینیٹی فرسٹ سمیت چند دیگر عالمی اداروں کی خدمتِ انسانیت کے حوالہ سے کی جانے والی کاوشوں پر اعدادوشمار کے ساتھ مضامین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد نظمیں اور بہت سی تاریخی تصاویر بھی اس ضخیم اشاعت کا حصّہ ہیں۔

قرآن کریم میں خدمت خلق کا عالمی منشور بیان کرتے ہوئے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ: تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ (آل عمران: 111)

قرآن کریم میں بنی نوع انسان کے تمام طبقات سے ہمدردی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اخوت کی تعلیم دی گئی ہے۔ لوگوں کے قصور معاف کرنے کا ارشاد ہے۔ والدین اور رحمی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ کمزوروں کی مدد کرنے کی تلقین ہے۔ یتامیٰ اور بیوگان کے حقوق کا بیان ہے اور اس مقصد کے لئے انفاق فی سبیل اللہ پر بھی زور دیا گیا ہے۔ خصوصی اشاعت میں شامل آیاتِ قرآنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور آپؐ کے قیمتی ارشادات جو اس حوالہ سے مسلمانوں کی واضح رہنمائی کرتے ہیں اس خصوصی اشاعت کا حصہ ہیں۔

❁ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال یعنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو (اللہ اور اس کے بندوں سے) قریب ہے، اُن سے نرم سلوک کرتا ہے، ملائمت رکھتا ہے اور ان کے لئے سہولت مہیا کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے متعلق خبر نہ دوں؟ پھر فرمایا کہ ہر آسانی پیدا کرنے والا، نرم خُو، نرم دل اور لوگوں کے قریب رہنے والا اہل جنت میں شامل ہے۔

❁ حضرت مسیح موعودؑ شرائط بیعت میں سے نویں شرط بیعت میں فرماتے ہیں: ''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول''۔ (اربعین۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: ''قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے۔ اُن لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکے کو کہہ دیتے ہیں کہ میاں! تم کو خدا ہی دے دیتا اگر دینا منظور ہوتا۔

قرآن کریم کے دل سورۃ یٰسین میں ایسا لکھا ہے قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ...... ۔ آجکل چونکہ قحط ہو رہا ہے انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت تیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے یتیموں، مسکینوں اور پابندِ بلا کو کھانا دیتا رہے۔ مگر صرف اللہ کے لئے دے۔ یہ تو جسمانی کھانا ہے۔ روحانی کھانا، ایمان کی باتیں، رضاء الٰہی اور قرب کی باتیں یہاں تک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہنچا دینا اسی رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ یہ بھی طعام ہے۔ وہ جسم کی غذا ہے یہ روح کی غذا۔ منشاء یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہنچاتے ہیں کہ اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا۔ کہ ہم اپنے ربّ سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں۔ عبوس تنگی کو کہتے ہیں۔ قمطریر دراز یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خداتعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دے دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے فَوَقٰہُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الۡیَوۡمِ وَلَقّٰہُمۡ نَضۡرَۃً وَّسُرُوۡرًا۔ خداتعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آجکل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے۔''

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 290 تا 291)

❁ حضرت مصلح موعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہم آپؐ کی زندگی کے اخلاقی پہلو اور غربا کی امداد کو لیتے ہیں تو اس میں بھی آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ مکہ کے بعض اشخاص نے مل کر ایک ایسی جماعت بنائی جو غریب لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور چونکہ اس کے بانیوں میں سے اکثر کے نام میں فضل آتا تھا اس لئے اسے حلف الفضول کہا جاتا ہے۔ اس میں آپؐ بھی شامل ہوئے۔ یہ نبوت سے پہلے کی بات ہے بعد میں صحابہؓ نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ یہ کیا تھی؟ آپ سمجھ گئے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو نبی ہونے والے تھے۔ آپؐ ایک انجمن کے ممبر کس طرح ہو گئے جس میں دوسروں کے ماتحت ہو کر کام کرنا پڑتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ تحریک مجھے ایسی پیاری تھی کہ اگر آج بھی کوئی اس کی طرف بلائے تو میں شامل ہونے کو تیار ہوں۔ گویا غربا کی مدد کے لئے دوسروں کی ماتحتی سے بھی آپؐ کو عار نہیں تھی۔

ایک غریب شخص نے ابوجہل سے کچھ قرضہ لینا تھا اور وہ غریب سمجھ کے ادا نہیں کرتا تھا وہ حلف الفضول کے لیڈروں کے پاس گیا کہ دلوا دو۔ مگر ابوجہل سے کہنے کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا۔ آخر وہ شخص ان ایام میں جب آپ نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے آپؐ کے پاس آیا کہ آپ بھی حلف الفضول کے ممبروں میں سے ہیں، ابوجہل سے میرا قرضہ دلوا دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابوجہل آپؐ کے قتل کا فتویٰ دے چکا تھا اور مکّہ کا ہر شخص آپ کا جانی دشمن تھا آپ فوراً ساتھ چل پڑے اور جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا محمدؐ۔ وہ گھبرا گیا کہ کیا معاملہ ہے۔ فوراً آکر دروازہ کھولا اور پوچھا کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس غریب کا روپیہ کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا ٹھہریے ابھی لاتا ہوں اور اندر سے روپیہ لا کر فوراً دے دیا۔ لوگوں نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا کہ یہ ڈر گیا ہے۔ مگر اس نے کہا میں تمہیں کیا بتاؤں کہ کیا ہوا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو ایسا معلوم ہوا کہ محمدؐ کے دائیں اور بائیں دو دیوانے اونٹ کھڑے ہیں جو مجھے نوچ کر کھا جائیں گے۔ کوئی تعجب نہیں یہ معجزہ ہے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ صداقت کا بھی ایک رعب ہوتا ہے۔ غرضیکہ ایک غریب کا حق دلوانے کے لئے آپؐ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے سے بھی دریغ نہ کیا۔''

(نبی کریمؐ کے عظیم الشان اوصاف۔ انوارالعلوم جلد 12 صفحہ 360)

❁ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے ایک بار باہمی اخوّت اور خدمت خلق کا جوش پیدا کرنے کے حوالہ سے فرمایا کہ ''اس دنیا میں جب بھائی بھائی کا خیال نہیں رکھتا اور ایک قوم کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ تو اس قوم پر ایک دن انقلاب کا بھی چڑھ آتا ہے۔ جس میں بہت سے بڑے اور امیر لوگ چھوٹے اور غریب کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ دن ان کے پچھتانے کا ہوتا ہے۔ جس قوم کے ہر فرد کو اس کی ضروریات میسر آتی رہیں اور ان کے دل مطمئن اور تسلی یافتہ ہوں۔ اس قوم میں اس قسم کا انقلاب بپا نہیں ہوا کرتا۔ انقلابات اور ریوولیوشنز انہی ملکوں اور قوموں میں ہوتی ہیں جن کے ایک بڑے حصہ کو دھتکارا جاتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ دیکھو خداتعالیٰ نے ایک ضرورت مند کو اور اس کے ساتھ نیکی کرنے کو کتنا بڑا مقام دیا ہے۔ آخرت کے دن خداتعالیٰ فرمائے گا: مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ یا بعض دوسروں سے کہے گا کہ مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔

پہلے فریق کو وہ فرمائے گا کہ میں تم سے خوش ہوں اور تمہیں اپنی رضا کے عطر سے ممسوح کرتا ہوں اور دوسروں کو کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے میرا خیال نہیں کیا۔ اس لئے میں تمہیں جہنم میں دھکیلتا ہوں۔

کتنے زور اور تاکید سے ہمیں توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم بھوکے کو کھانا کھلائیں اور ضرورتمند کو ضروریاتِ زندگی مہیا کریں۔''

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 47)

❁ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے، جن کے کارہائے نمایاں (ہومیوپیتھی میں خدمت، بیوت الحمد سکیم، سیّدنا بلال فنڈ اور مریم شادی فنڈ جیسی سکیموں کی وجہ سے) ہمیشہ سنہری حروف سے لکھے جاتے رہیں گے، پانچ اہم بنیادی اخلاق بچوں میں پیدا کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ ان میں سے چوتھے خلق کو بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں: ''چوتھی بات غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت ہے۔ یہ بھی بچپن ہی سے پیدا کرنی چاہئے۔ جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سناتی ہیں اور غریب کی ہمدردی کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔...... لیکن وہ مائیں جو خودغرضانہ رویہ رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے اپنے دکھوں کا احساس تو دلاتی رہتی ہیں غیر کے دکھ کا احساس نہیں دلاتیں وہ ایک خودغرض قوم پیدا کرتی ہیں جو لوگوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں۔ اس لئے انسانی ہمدردی پیدا کرنا نہ صرف نہایت ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر آپ اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پا نہیں سکتے جس کیلئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔''

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 764)

❁ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے مختلف ذیلی تنظیموں اور جماعت میں قائم ایسوسی ایشنوں کو غریب ممالک میں صحت اور تعلیم کے حوالہ سے خدمت بجالانے سے متعلق کئی منصوبے جاری فرمائے نیز عام احمدیوں کو بھی بارہا خدمت خلق کے مختلف میدانوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر بعض جماعتی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ''جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ لیکن میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانہ کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔ (خطبہ جمعہ 12 ستمبر 2003ء)

اس خصوصی اشاعت کے مضامین آئندہ چند شماروں کے اسی کالم کی زینت بنائے جائیں گے۔ انشاء اللہ

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا مئی و جون 2011ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیوں تم سے خدا ناراض ہوا ، وہ کونسی نعمت ٹھکرائی
کس ڈھال کا سایہ ٹھکرایا ، ہوتی ہے تمہیں کیوں پسپائی
وہ قوم جو اُس کے بھیجے کی تکفیر کرے ، تکذیب کرے
اُس قوم کے حصے اللہ نے لکھی ہے ازل سے رُسوائی
ہر دَور کے ہر فرعون کو وہ نابود بالآخر کرتا ہے
یہ ایک الٰہی سنّت ہے ، ہر دَور میں اُس نے دہرائی
ہر بار خدائے قادر نے گلزار میں بدلا ہے اس کو
نمرود کے چیلوں نے جب بھی ہے حسد کی آتش بھڑکائی
وہ قدر کی آخر رات بنی پُرنُور سویرا جس سے ہوا
ظلمات کے گھُپ اندھیرے میں وہ رات جو نُوروں نہلائی
یہ قتل گہیں ، یہ دار و رسن ، یہ زنجیر و زندان ظفرؔ
سب ٹوٹ گریں گے پل بھر میں جب وقت نے لے لی انگڑائی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 10, 2017 – February 16, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 10, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Yoonus , verses 95-105 with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 05.
01:00	Jalsa Salana USA Address to Ladies: Recorded on June 30, 2012.
02:10	Spanish Service
02:45	Pushto Service
03:30	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 97 - 110 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 73, recorded on August 09, 1995.
04:40	Liqa Ma'al Arab: Session no. 06.
06:00	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-139 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw). The topic is 'qualities of the Holy Quran'.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 16.
07:00	Reception In Beverly Hills: Recorded on May 11, 2013.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 04, 2017.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-139.
11:50	Seerat-un-Nabi: A discussion on the life and character of the Holy Prophet (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Recorded on November 30, 2013.
15:45	Ilmul Abdaan
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Reception In Beverly Hills [R]
19:45	In His Own Words
20:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday February 11, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:45	Reception In Beverly Hills
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 18.
07:00	Jalsa Salana UK Opening Address: Recorded on September 07, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:35	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Recorded on August 22, 1986.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on February 10, 2017.
12:15	Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 40-51.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Opening Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 175.
20:30	International Jama'at News [R]
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday February 12, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Salana UK Opening Address
02:40	Story Time
03:05	Friday Sermon
04:15	Maidane Amal Ki Kahani
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 36.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 16.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class Canada: Recorded on October 14, 2016.
08:00	Faith Matters: Programme no. 179.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996.
09:55	Indonesian service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 03, 2017.
12:10	Tilawat
12:25	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on February 10, 2017.
14:15	Shotter Shondhane: Rec. November 30, 2013.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class Canada [R]
16:25	Shama~il-e-Nabwi
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class Canada [R]
19:30	Beacon of Truth: Recorded on October 9, 2016.
20:30	Ashab-e-Ahmad
21:05	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
21:45	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday February 13, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class Canada
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:05	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 37.
06:00	Tilawat
06:10	Al-Tarteel: Lesson no. 19.
06:45	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Canada: Recorded on May 18, 2013.
08:15	International Jama'at News
08:50	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997.
09:40	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on September 09, 2016.
10:50	The Valley Of Kashmir
11:20	Aadab-e-Zindagi
12:00	Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 28-53.
12:15	Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Rec. March 18, 2011.
14:20	Bangla Shomprochar
15:25	The Valley Of Kashmir [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on February 11, 2017.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Canada [R]
19:50	Somali Service
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:20	The Valley Of Kashmir [R]

Tuesday February 14, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:15	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque Canada
02:40	Kids Time
03:10	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 38.
06:00	Tilawat: Surah Al-Araaf, verses 54-88.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 17.
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 14, 2016
07:50	Aadab-e-Zindagi
08:30	Chef's Corner
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 10, 2017.
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
12:50	Faith Matters: Programme no. 175.
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Spanish Service
15:50	Aadab-e-Zindagi
16:35	Noor-e-Mustafwi
17:05	Chef's Corner
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 10, 2017.
20:35	The Bigger Picture
21:20	Australian Service
21:50	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 15, 2017

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:30	Dars-e-Malfoozat
00:40	Yassarnal Quran
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:10	Chef's Corner
02:30	In His Own words
03:05	Story Time: Programme no. 51.
03:35	Aadab-e-Zindagi
04:10	Noor-e-Mustafwi
04:30	Australian Service
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 39.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 19.
07:10	Jalsa Salana UK Address To Ladies: Rec. September 08, 2012.
08:05	The Bigger Picture: Recorded on March 29, 2016.
09:00	Urdu Question And Answer Session: Recorded on August 22, 1986.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 10, 2017.
12:00	Tilawat: Surah Saba, verses 19-34.
12:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on February 04, 2011.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:50	Kids Time: Prog. no. 25.
16:25	Faith Matters: Programme no. 174.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address To Ladies [R]
19:25	French Service
20:25	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:30	Fazl-e-Umar Qur'an Class
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. February 11, 2017.

Thursday February 16, 2017

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Address To Ladies
02:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	Fazl-e-Umar Qur'an Class
03:25	In His Own Words
04:00	Faith Matters
05:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 40.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 17.
06:55	Interview Of Huzoor (aba) In Canada: Recorded on May 24, 2013.
07:20	Caliph In Canada
08:05	In His Own Words
08:35	Roots TO Branches
08:55	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. August 10, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:20	Aadab-e-Zindagi
12:00	Tilawat: Surah Al-A'raaf verses 128-152.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Rec. November 06, 2016.
13:55	Friday Sermon: Recorded on February 10, 2017.
15:00	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
15:40	Roots to Branches
16:05	Persian Service
16:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Interview Of Huzoor (aba) In Canada [R]
18:45	Caliph in Canada [R]
19:30	Aadab-e-Zindagi [R]
20:00	Roots to Branches [R]
20:30	Faith Matters: Programme no. 174.
21:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:40	In His Own Words [R]
23:10	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 10 February , 2017 | Issue No. 6

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

فیملی ملاقاتیں۔ نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیڈا اور نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے ساتھ علیحدہ علیحدہ میٹنگز۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہدایات جو دنیا بھر کے عہدیداران اور افراد جماعت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

30؍اکتوبر 2016ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر مسجد بیت الاسلام میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے قبرستان Maple Cemetry تشریف لے گئے اور قطعہ موصیان میں ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب شہید کی قبر پر دعا کی۔ مرحوم نے 26 مئی 2014ء کو ربوہ میں مخالفین احمدیت کی طرف سے ایک قاتلانہ حملہ میں شہادت پائی تھی۔ بعدازاں مرحوم کا جسد خاکی ان کی فیملی اور تمام عزیز و اقارب کے کینیڈا میں مقیم ہونے کی وجہ سے کینیڈا لایا گیا تھا اور یہاں احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی تھی۔

یہ قبرستان مسجد بیت الاسلام سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس پیس ویلج اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 42 خاندانوں کے 215 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز کینیڈا کی جماعتوں Brampton، پیس ویلج، بریڈ فورڈ، مسی ساگا، وڈسٹاک، وڈبرج، ایکس ڈیل اور احمدیہ ابوڈ آف پیس سے آئی تھیں۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک شارجہ، پاکستان اور امریکہ سے آنے والے بعض احباب اور فیملیز نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی عاملہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی میٹنگ

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ میٹنگ ہال میں تشریف لے آئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔

سابق صدر خدام الاحمدیہ کی امسال ٹرم مکمل ہوچکی تھی اور نئے صدر خدام کا تقرر ہوچکا تھا۔ نئے صدر کے ساتھ سابقہ صدر خدام بھی اس میٹنگ میں موجود تھے۔

حضور انور نے نئے صدر خدام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ پرانے صدر کی جو اچھی باتیں ہیں ان کو اپنانے کی کوشش کریں اور جو کمزوریاں ہیں ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے پتہ لگا ہے کہ یہاں رواج ہے کہ صدر صاحب سے ملنا ہو تو پہلے وقت لینا پڑتا ہے اور پہلے نام لکھوانا پڑتا ہے اگر ایسا رواج ہے تو اس کو ختم ہونا چاہئے۔ خادم کا مطلب خدمت کرنے والا ہے اور خدمت کے لئے آپ کے پاس جو کوئی آئے تو آپ کا فرض ہے کہ بلاتاخیر اس کو ملیں اور اس کی بات سنیں اور اگر فوری نوعیت کا کوئی کام ہے تو اسی وقت کریں۔ مجلس عاملہ کے ممبران، قائدین اور مہتممین سب کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے یہ بھی شکایتیں آرہی ہیں کہ پیس ویلج اور احمدیہ ابوڈ آف پیس میں بعض لڑکوں کو نشہ کرنے کی عادت ہے۔ سگریٹ میں کوئی چیز ڈال لیتے ہیں یا Marijuana پیتے ہیں اور یہ تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے مہتمم تربیت سے دریافت فرمایا کہ آپ کی کیا Job ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ وہ بینک میں IT کے شعبہ میں کام کرتے ہیں۔ مہتمم تربیت کے ساتھ مربی سلسلہ حنان صاحب بیٹھے تھے۔ حضور انور کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ میرے پاس تعلیم کا شعبہ ہے۔

اس پر حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ مہتمم تربیت کو مہتمم تعلیم بنائیں اور مہتمم تعلیم کو مہتمم تربیت بنائیں۔

حضور انور نے نئے مہتمم تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: آپ ایسے خدّام کا پتہ کریں جو نشہ کی برائی میں ملوث ہیں اور پھر ان کی تربیت کا پلان بنائیں۔ آپ مربی ہیں۔ آپ کا دینی علم بھی ہے اور آپ کی عمر بھی ایسی ہے کہ ان خدام سے رابطہ کرکے اپنے قریب لاسکتے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے بھی ہیں اس لئے آپ کی Approach زیادہ بہتر ہوسکتی ہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائب صدران سے باری باری ان کے سپرد کاموں اور شعبوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور انور نے **معتمد** صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ تو Job کرتے ہیں۔ معتمد کو بڑا وقت دینا پڑتا ہے۔ کیا آپ دو تین گھنٹے روزانہ دے سکتے ہیں۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ اتنا وقت روزانہ دے سکتا ہوں۔

حضور انور کے استفسار پر معتمد صاحب نے بتایا کہ ہماری کل 87 مجالس ہیں اور سب مجالس ہر ماہ اپنی رپورٹس بھجواتی ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا ان رپورٹس پر تبصرہ کس طرح بھجوایا جاتا ہے؟ اس پر معتمد صاحب نے عرض کیا تمام مہتممین اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پر تبصرہ بھجواتے ہیں۔

حضور انور نے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے سالانہ اجتماع میں اور دوسرے تربیتی پروگراموں اور کلاسز میں خدام کے ساتھ سوال و جواب کی مجالس رکھا کریں جس میں جو نوجوان مربی ہیں وہ ان کے سوالوں کا جواب دیں۔ نوجوان مربیان یہاں کا ماحول نوجوانوں کے حالات اور ان کی زبان اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس پر صدر صاحب مجلس نے بتایا کہ اس قسم کے بعض پروگرام ہم نے چھوٹے لیول پر کئے ہیں۔ حضور انور نے سوالات کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کس قسم کے سوالات ہوئے ہیں؟ صدر صاحب نے جواب دیا کہ زیادہ تر Drugs، Alcohol اور سکول میں جو چیلنجز ہیں اس بارہ میں گفتگو ہوئی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ایسی مجالس سے ہی آپ کو پتہ لگ جانا چاہئے کہ کون نشہ کی برائی میں ملوث ہے۔

مہتمم مقامی کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنا نائب مہتمم جامعہ کے سینئر طلباء میں سے کسی کو بنائیں یا یہاں جو تین چار مربیان جماعتی دفاتر میں کام کررہے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: پیس ویلج کی شکایت زیادہ ہے کہ یہاں بعض لڑکوں کو نشہ کی عادت ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ان کی تربیت ضروری ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ اگر کوئی اس برائی میں ملوث ہے تو اسے مسجد آنے سے نہیں روکنا۔ اس کو تو قریب لانے کے لئے ضرور مسجد لائیں۔ لیکن اس کی نگرانی رکھیں کہ اس کی دوسرے لڑکوں سے دوستی نہ ہوجائے اور اس کی وجہ سے دوسرے نشہ کے عادی نہ بن جائیں لیکن اسے یہ کہنا کہ تم مسجد نہیں آسکتے تم نشہ کررہے ہو۔ تو وہ باہر بیٹھ کر وہی کام کرتا رہے گا۔ مسجد آنے کے نتیجہ میں اس کی کم ازکم کوئی Attachment تو جماعت کے ساتھ ہوگی۔

اب کل ہی مجھے مربیان کی میٹنگ میں ایک مربی نے بتایا کہ ایک لڑکے کو کہا کہ نماز پر مسجد چلو تو اس نے آگے سے کہا کہ مجھے Ban کیا ہوا ہے۔ میں مسجد نہیں جاسکتا۔ Ban کرنے کا تو کسی کو اختیار نہیں ہے۔ آپ نے تو ایسے لڑکوں کو قریب لانا ہے، نہ کہ ان کے مسجد آنے پر پابندیاں لگانی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں جب اکٹھے رہ رہے ہیں تو اکٹھے رہنے کے جو فوائد ہیں وہ زیادہ ہونے چاہئیں اور نقصان کم۔ لیکن یہاں بعض دفعہ نقصان زیادہ ہورہے ہیں۔ نعرے تو آپ بڑی بلند آواز میں لگاتے ہیں لیکن صرف نعروں سے دنیا فتح نہیں ہوا کرتی۔ عمل سے ہوتی ہے اور آپ نے اپنے اندر عمل پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

مہتمم مال سے حضور انور نے بجٹ کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ جس پر مہتمم مال نے بتایا کہ ہمارا ایک ملین ڈالرز کا بجٹ ہے۔ سات لاکھ دس ہزار ڈالرز ممبر شپ چندہ ہے اور ایک لاکھ 78 ہزار اجتماع کا چندہ ہے۔ باقی اطفال الاحمدیہ اور بعض دوسری مدّات کو شامل کرکے مجموعی طور پر ایک ملین ڈالرز بن جاتا ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر خادم سے کوشش کرکے چندہ لیں خواہ کوئی تھوڑا دیتا ہے یا زیادہ، کچھ نہ کچھ ضرور دے اور ہر خادم کا خدام الاحمدیہ کے ساتھ جڑنا ضروری ہے۔

مہتمم اطفال سے حضور انور نے اطفال کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر مہتمم اطفال نے بتایا کہ مجالس کے لحاظ سے 1980 تجنید ہے جبکہ ہمارے مرکز کے ریکارڈ کے مطابق اطفال کی تجنید 2154 ہے۔ اس پر

باقی صفحہ نمبر9 پر ملاحظہ فرمائیں